# پیارے نبی
## صلی اللہ علیہ وسلم کی
# پیاری صاحبزادیاں

مصنف
صاحبزادہ حافظ حقانی میاں صاحب

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱
فون ۲۶۳۱۸۶۱

www.ahnafmedia.com

# پیارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی
# پیاری صاحبزادیاں

مصنف
صاحبزادہ حافظ حقانی میاں صاحب

دار الاشاعت
مقابل مولوی مسافر خانہ ○ اردو بازار، کراچی نمبر ۱
فون ۲۱۳۷۶۸

www.ahnafmedia.com

طبع اوّل :
باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت :

ملنے کے پتے:

بیت القرآن اردو بازار کراچی ۱
ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
مکتبہ دارالعلوم دارالعلوم کورنگی کراچی ۱۴
ادارۃ القرآن دیب اسٹریٹ لسبیلہ کراچی ۵
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

# انتساب

ام المومنین زوج النبیؐ

حضرت سیّدہ طیبّہ

خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے نام

جنکی بلند ہمتی، علو طبعی، معاملہ فہمی، وفاشعاری اور جذبہ ایثار و قربانی نے

اسلام کی تاریخ تبلیغ و اشاعت میں ایک شاندار باب کا اضافہ کیا

نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ

www.ahnafmedia.com

# سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی

## رحمتہ اللہ علیہ (الغوث الاعظم)

المتوفی ۵۶۱ھ/۱۱۶۶ء

غلام حلقہ بگوش رسولؐ ساداتم
زھے نجات نمودن حبیب و آیا تم

کفایت است زروح رسولؐ اولادش
ہمیشہ ورد زباں جملہ مہما تم

زغیر آل نبیؐ حاجتے اگر طلبم
روامدار یکے از ہزار حاجاتم

دلم زعشق محمدؐ پر است و آل مجید
گواہ حال من است ایں ہمہ حکایاتم

چوں ذرہ ذرہ شود ایں تنم بہ خاک لحد
توبشنوی صلوات از جمیع ذراتم

کمینہ خادم خدام خاندان توام
ز خادمی تو دائم بود مناجاتم

سلام گویم و صلوات برتو ہر نفسے
قبول کن بہ کرم ایں سلام و صلواتم

www.ahnafmedia.com

ان المسلمین والمسلمات

والمومنین والمومنات

والقانتین والقانتات

والصادقین والصادقات

والصابرین والصابرات

والخاشعین والخاشعات

والمتصدقین والمتصدقات

والصائمین والصائمات

والحافظین فروجھم والحافظات

والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات

اعداللہ لھم مغفرۃ واجرا" عظیما○

بے شک

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

مومن مرد اور مومن عورتیں

اللہ کے مطیع و فرماں بردار مرد اور اللہ کی مطیع فرماں بردار عورتیں

سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں

صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں

اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے مرد اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی عورتیں

روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں

پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں

www.ahnafmedia.com

اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان میں سے ہر ایک کے لئے مغفرت اور بہت بڑا اجر مہیا کیا ہے۔

فرزند نبی قاسم و ابراھیم است
پس طاہر و طیب زراہ تعظیم است
با فاطمہ و رقیہ و ام کلثوم ! !
زینب شمرار ترا سر تعلیم است

ابو نصر فراہی

www.ahnafmedia.com

# عرض مولف

تاریخ انسانی کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو اس میں عورتوں کی داستان نہایت دردناک ہے۔ چونکہ عورت جسمانی اعتبار سے مرد سے کمزور تھی اسی لئے اس کی شخصیت کو ہمیشہ پامال کیا جاتا رہا۔

عرب کے زمانہ جاہلیت کو دیکھا جائے تو وہاں بھی عورت کی شخصیت کو کچلا گیا اس کی خرید و فروخت ہوئی۔

لڑکی کی پیدائش کو انہوں نے اپنی ذلت تصور کیا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کیا۔ وہ لڑکیوں کو اپنی اولاد ہی نہیں سمجھتے تھے' لڑکوں کو ہی اپنی اولاد سمجھتے تھے۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے انسانی اقدار کو زندہ کیا اور عورت کی کچلی ہوئی شخصیت کو اوپر اٹھایا۔

عورتوں کے سلسلے میں قوانین وضع کئے گئے۔

اسلام نے دنیا کی تمام عورتوں کو ان کے حقوق دلائے۔ میراث کا مسئلہ ہو۔ تعلیم و تربیت کا معاملہ ہو۔ ان کی شادی بیاہ کا قصہ ہو۔ غرضیکہ ہر معاملے میں واضح احکام و قوانین موجود ہیں۔

آج کے جدید دور میں جب انسان آسمان کی وسعتوں میں اور زمین کی گہرائیوں میں مصروف تحقیق ہے۔ یورپ اور دیگر ممالک میں ترقی کے نام پر عورت کی جو تذلیل ہو رہی ہے اور وہ ہاتھوں میں کھلونا بنی ہے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور ان پاک سیرت صحابیات و صالحات کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہئے جن سے ہماری زندگی میں نور پیدا ہو۔ اور ان کے واقعات' ان کی شخصیت ہماری خواتین کے ذہنوں کو دین کی طرف لانے کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

اور ہر شخص ان پاک سیرت سے با آسانی آگاہی حاصل کر سکے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

www.ahnafmedia.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں سے متعلق چند کتب ملتی ہیں۔

اس کتاب میں، میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صاحبزادیوں کی سیرت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان کے پاکیزہ حالات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور یوں ان بابرکت شخصیات کی برکت سے دنیا و آخرت میں اپنے لئے نجات کا سامان مہیا کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔

کتب کی فراہمی اور مفید مشوروں کے سلسلے میں، میں جناب علامہ صلاح الدین ثانی کا انتہائی مشکور ہوں۔

جناب حافظ محمد ثانی صاحب نے مسودہ پڑھا اور جابجا اصلاح فرمائی۔ میں ان کا بھی ممنون ہوں۔

میں اپنی اہلیہ کا بطور خاص مشکور ہوں جن کی فرمائش اور تحریک پر یہ کتاب ترتیب دی گئی۔ اس نیک فرمائش پر اللہ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخری بات یہ کہ اس کتاب کو نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ کسی قسم کی کوتاہی کو میری بے بضاعتی اور کم علمی پر محمول فرمائیے۔

نیازمند

صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

۱/۱۴۱ وحید آباد گلبہار

کراچی

پوسٹ کوڈ ۷۴۶۰۰

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

# باسمہ تعالیٰ

## غلام حلقہ بگوش رسولؐ ساداتم

جس طرح دین اسلام اپنی تعلیمات کی جامعیت کے لحاظ سے دیگر مذاہب عالم میں ممتاز ہے اسی طرح صاحب خلق عظیم، سید المرسلین، رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، افضل الذکر، خیر البشر، سید العرب والعجم، محسن دنیائے امکاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیمات کے نمونہ عمل ہونے کے لحاظ سے دیگر انبیاء و رسل میں ممتاز و منفرد مقام حاصل ہے۔

یہ پیغمبر آخر الزماں، فخر دوراں، روح جہان بیکراں صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی ہے کہ آپؐ کے علاوہ کسی اور پیغمبر کی زندگی کے چند خاص واقعات کے سوا ان کی سوانح حیات اور تعلیمات و سیرت محفوظ نہیں۔

فخر موجودات، باعث تخلیق کائنات، معلم مکارم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اتنا کسی اور شخصیت کے بارے میں نہیں لکھا گیا۔

چنانچہ آپؐ کی حیات طیبہ کے ایک ایک گوشہ کو مورخین اور ارباب سیر نے دنیائے اسلام

کے سامنے پیش کیا۔

جوں جوں زمانہ نے ترقی کی اسی رفتار سے آپؐ کی ذات سراپا کمالات کی اہمیت بڑھتی رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر عصر حاضر تک آپؐ کی سیرت مطہرہ اور حیات مقدسہ پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔

معروف یوروپی اسکالر و مستشرق پروفیسر مار گولیوتھ اپنی کتاب "MUHAMMAD" میں جو ۱۹۰۵ء میں "ہیروز آف دی نیشن" کے سلسلہ میں شائع ہوئی اس حقیقت کے اعتراف سے باز نہ رہ سکے اور ان کی مذکورہ کتاب کے مقدمہ کا ابتدائی جملہ ضرب المثل اور آفاقی حیثیت اختیار کر گیا۔ اپنی کتاب کا آغاز کرتے ہوئے پروفیسر موصوف رقم طراز ہیں!

"محمد کے سوانح نگاروں کا طویل سلسلہ ہے، جس کا ختم ہونا ناممکن ہے اور اس میں جگہ پانا قابل عزت و تکریم ہے۔"

حقیقت یہ ہے کہ معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا بیان درحقیقت نقوش و الفاظ کے ذریعہ کماحقہ ممکن ہی نہیں ہے۔ سیرت طیبہ ایسا بحر بیکراں ہے جسے الفاظ کے پیرائے میں سمونا اور پابند قرطاس کرنا ناممکن ہے۔

حسن مدح مصطفیٰ ہے ایک بحر بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا ہی نہیں

سیرت نگار پیغمبر اسلامؐ کی سیرت و کردار کو حوالہ قرطاس کرنے کے بعد یہی کہتا ہے!

ورق تمام ہوا مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

کتب سیرت، تاریخ، رجال، انساب اور تراجم میں شاید ہی کوئی کتاب ہو کہ جس میں معلم الکتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ کے ساتھ بنات سید الکائنات کی سیرت و حیات کا تذکرہ نہ ملتا ہو۔ لیکن کتب سیرت میں بالعموم بعنوان "سیرت النبیؐ" ہی کتابوں کو معنون کیا جاتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

جس کی بنا پر "بنات سید الکائنات" پر بطور خاص بہت کم کتابیں ملتی ہیں' عربی اور اردو میں معدودے چند کے بہت کم کتابیں پیغمبر اسلامؐ کی صاحبزادیوں کی سیرت پر لکھی گئی ہیں جن میں بیشتر تاحال تشنہ اور تاریخی اور علمی افادات سے مبرا نظر آتی ہیں۔

سیرت "بنات سید الکائنات" پر محترم حافظ حقانی میاں قادری کی تالیف "پیارے نبیؐ کی پیاری صاحبزادیاں" باوجود اختصار کے اس صنف میں ایک اچھا اضافہ ہے۔

دراصل مکارم اخلاق ہی وہ گوہر نایاب ہے جس کی تلاش انسانیت کا مقصود اولین ہے۔ نیک اور پاکیزہ زندگی نیک اور پاکیزہ ہستیوں کی سیرت کے مطالعہ اور ان کی تعلیمات و تلقینات پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

صفحہ دل پر تحریر کرلینا چاہئے کہ قابل رشک اور گرامی قدر "بنات سید الکائنات" کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں ان کی حیات قدسیہ کے ان پہلوؤں پر غائر نظر ڈالنی چاہئے جو کائنات انسانیت کے لئے درس عبرت' چراغ ہدایت اور نمونہ عمل بن سکتے ہیں۔

دین دنیا کے تمام شعبوں کے متعلق ان کا شیوہ عمل' ان کا طرز اصول' ان کا طریقہ کار' ان کا اعلیٰ اخلاق و ایثار ہماری شاہراہ حیات پر ہدایت کی روشنی کا مینار بن سکتا ہے اور جسے چھوڑ کر ہم اس عالم آب و گل کے کسی گوشہ میں اور عالم بالا کے کسی کونہ میں فلاح کے تمنائی نہیں ہو سکتے۔

شرافت و اخلاق ہی ہماری حقیقی اور لازوال دولت ہے۔ جو قارون کے گنج بے شمار اور کارنیگی اور راگ فیلر کے بے اندازہ خزانوں پر خندہ زن ہے۔ اس دولت لازوال کو رحمت اللعالمین ' شفیع المذنبین' خاتم النبیین' معلم اخلاق' فخر دوراں' محسن دنیائے امکاں' مرسل مرسلاں' سرور عرشیاں' ہادی انس و جاں' باعث کن و فکاں' وجہ تخلیق کون و مکاں' بحر جود و سخا' شاہد کبریا' خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادیوں کی سیرت مطہرہ میں تلاش کرنے میں ہمیں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے۔ اس فانی دنیا کی بڑی سے بڑی شے اس تلاش و جستجو کے مذبح پر قربان کی جاسکتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

جن بنات طاہراتؓ کی سیرت و حیات کو اس کتاب میں بیان کرنے کی سعی کی گئی ہے وہ اتنی رفیع المنزلت ہستیاں تھیں جنہوں نے اپنے دل و دماغ کو انسانی شرافت اور اخلاق و کردار کو پیغمبر اخلاقؐ کی اعلیٰ وارفع تعلیمات کے قالب میں ڈھال کر بلند ترین معیار کے مطابق بنایا۔

## پیارے نبیؐ کی پیاری صاحبزادیاں

فاضل مصنف محترم صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری کے ذہن رسا نے سیرت بنات سید الکائنات "پیارے نبیؐ کی پیاری صاحبزادیاں" کی تالیف میں امتیازی اسلوب نگاری کا انداز اپناتے ہوئے اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں نبی اکرمؐ کی مقدس صاحبزادیوں کی سیرت مقدسہ کو جمع کیا جو کہ اس نوع کی کتب سابقہ پر ایک اچھا اضافہ اور بہترین ذخیرہ ہے۔ مولف کا قلم شگفتہ نگار، زبان اور اسلوب بیان دلکش، دل آویز اور عام فہم ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے مقدس صاحبزادیوں کی سیرت مثل عکس آئینہ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ یہ فاضل مصنف کی بو قلمی کا شاہکار اور محبین آل و اصحاب رسولؐ کیلئے سرمایہ افتخار ہے۔ اس مختصر کتاب میں بعض ایسے علمی اور تاریخی نکات اور واقعات تحریر ہیں جن سے اس نوع کی بیشتر نگارشات تاحال تحریر تشنہ نظر آتی ہیں۔ اس حوالے سے مصنف کی یہ کاوش خاصی بصیرت افروز، مختصر، جامع اور خزینہ معلومات ہونے کے ساتھ ساتھ فکر انگیز اور سوانحی حالات پر مشتمل ہے۔

فاضل مولف کی یہ کاوش قابل صد آفرین و ستائش ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم حافظ حقانی میاں قادری کی اس کتاب کو مقبولیت تام اور شہرت دوام فرما کر اس کاوش کو مصنفؒ کے لئے صدقہ جاریہ بنادے آمین۔

**ثم الصوۃ صلواۃ لا انقضاء لہا علی النبی مع الاصحاب والرفق**

**و اہل بیت رسول اللہ کلہم مالاح بدر ا لدجی و الشمس فی الافق**

www.ahnafmedia.com

حافظ محمد ثانی

۱۹ شوال ۱۴۱۳ھ ۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء

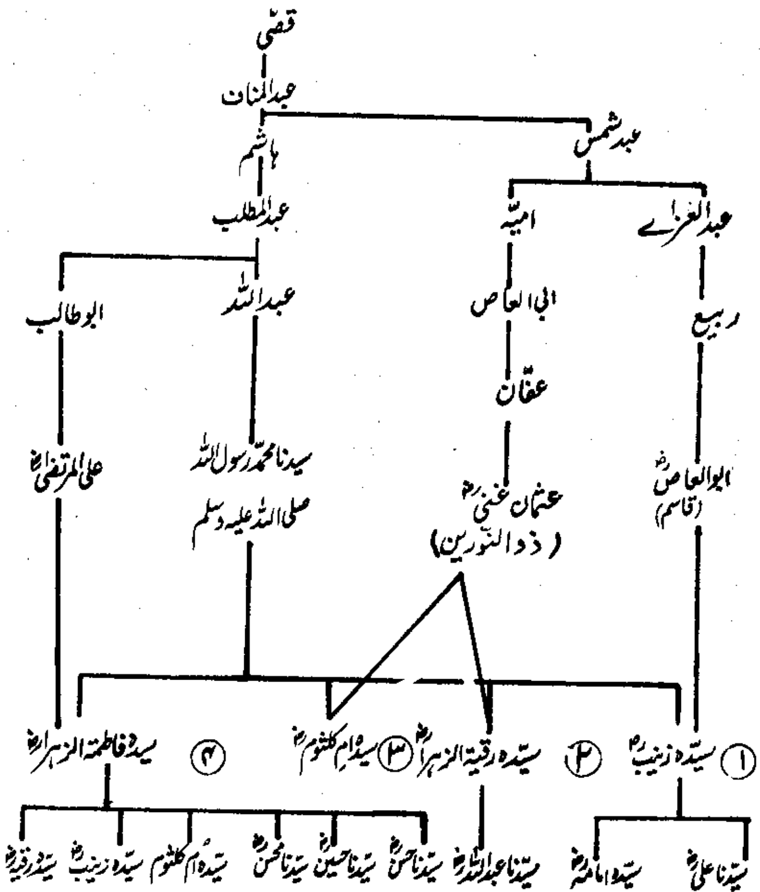
چیئرمین اسلامک رائٹرز فورم (پاکستان)

ریسرچ اسکالر شعبۂ اسلامک کلچر یونیورسٹی آف سندھ (جامشورو)

www.ahnafmedia.com

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا شجرہ طیّبہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن بلوغ کو پہنچیں اور قریشی خاندان کے اموی اور ہاشمی گھرانوں میں بیاہی گئیں۔ آپ کے سب داماد قرابت داروں میں سے تھے۔ مندرجہ ذیل شجرہ مطہرہ میں آپ کے تینوں دامادوں رضی اللہ عنہم کے اجدادی نسب کا مرکزی شجرہ طیبہ سے اتصال ظاہر ہوتا ہے۔




www.ahnafmedia.com

# سیدہ زینبؓ

# رضی اللہ تعالیٰ عنہا

www.ahnafmedia.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پندرہ برس قبل سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس سعادت مند خاتون کے بطن مبارک سے دو بیٹے پیدا ہوئے --- القاسم --- عبداللہ یہ دونوں بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں --- سیدہ زینبؓ --- سیدہ رقیہ --- سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

## ولادت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح ہوا تو اس کے پانچ سال بعد سیدہ زینبؓ تولد ہوئیں۔ آپؓ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ جس وقت حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں اس وقت آپ کے والد ماجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تیس سال تھی۔

ظہور اسلام کے وقت حضرت زینبؓ کی عمر دس سال تھی جونہی اعلان نبوت ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاج نبوت عطا ہوا سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ساتھ ہی سیدہ زینبؓ بھی اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔

بعض سیرت نگار لکھتے ہیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سب سے بڑی ہیں۔ بعض سیرت نگار لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت قاسم سیدہ زینبؓ سے بڑے تھے تاہم اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی بہنوں' سیدہ ام کلثوم' سیدہ رقیہ اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضوان اللہ علیھن سے بڑی تھیں۔ جب آپ کی عمر پانچ چھ برس کی ہوگئی تو آپ نے گھر کے کام کاج اور امور خانہ داری میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ اس وقت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کی عمر تقریباً" پچاس برس کی تھی۔ نیک سیرت اور پاکیزہ اخلاق آپ کو ورثہ میں ملے تھے۔ اس عملی زندگی نے آپ کو باسلیقہ اور باشعور بھی بنا دیا۔ ساتھ ہی قدرت نے آپ کو عقل و فہم کی دولت سے بہرور کیا تھا۔

www.ahnafmedia.com

حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے زیر سایہ پرورش پائی اور تربیت حاصل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ اور آپ اپنے والدین کی بہت پیاری اور لاڈلی صاحبزادی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ جس قدر نازو نعم میں پلی تھیں اس قدر آپ کو کفار کے ظلم و ستم سہنا پڑے۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔

"زینبؓ میری بیٹیوں میں سب سے پیاری بیٹی ہے۔ جو میری محبت میں کافروں کے ہاتھوں سب سے زیادہ ستائی گئی۔

## سیدہ زینبؓ کی اپنے اباجان سے محبت

اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دینا شروع کی تو مکہ کی سرزمین سراپا احتجاج بن گئی۔ لوگوں کے ماتھوں پر شکنیں پڑنے لگیں۔ سارا مکہ آپ کی جان کا دشمن ہوگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کفار نے ایذا رسانی اور پریشان کرنے کے تمام حربے استعمال کرلئے۔ آپ جن راستوں سے گزرتے آپ پر آوازیں کسی جاتیں۔ راستوں میں کانٹے بچھائے جاتے۔ لیکن اللہ کا یہ پیارا پیغمبر کبھی اپنے منہ سے ان کے لئے بددعا نہ کرتا۔

ان تکلیف دہ مراحل میں بھی سیدہ زینبؓ اکثر اوقات اپنے والد ماجد سید الانبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتیں اور اپنی قوت کے مطابق خدمت کے لئے تیار رہتیں۔

ایک مرتبہ مقام منیٰ پر نبی علیہ الصلواۃ والسلام لوگوں کو دین کی دعوت دے رہے تھے۔ لوگوں کو دین کی طرف بلا رہے تھے اور وعظ و نصیحت فرمارہے تھے کہ کچھ شرپسندوں نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ ان میں سے بعض شقی القلب بدبختوں نے آپ کو پتھر مارنا شروع کردیئے۔

رحمتہ اللعالمین مقام منیٰ پر پتھر کھارہا ہے مگر لوگوں کو دعائیں بھی دے رہا ہے۔ نبیؐ زخموں سے چور

www.ahnafmedia.com

چور ہو جاتے ہیں کہ یکایک ایک معصوم نو عمر بچی اضطراب کے عالم میں دوڑی ہوئی آتی ہے۔ پریشانی اور بے چینی کی کیفیت یہ ہے کہ گریبان چاک ہے دوپٹہ سر سے اترا ہوا ہے ایک ہاتھ میں پانی کا گلاس ہے دوسرے ہاتھ میں رومال ہے۔ اپنے بابا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی پلاتی ہے۔ رومال سے خون پونچھتی جاتی ہے اور اپنے باباجان کی یہ حالت دیکھ کر روتی جاتی ہے باپ کی یہ حالت دیکھ کر بے قراری اور اضطراب کا یہ عالم ہے کہ اس کو اپنے سر اور گریبان کا ہوش نہیں۔ لوگوں نے دیکھا تو پوچھا یہ بچی کون ہے جواب ملا یہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی معصوم بیٹی کو اپنے لئے اس قدر مضطرب دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ بیٹی کو سینے سے لگایا اور فرمایا۔

"میری بیٹی! اپنا گریبان تو ڈھانپ لے۔ تو اس طرح پریشان کیوں ہوتی ہے۔ اے میری بیٹی! اللہ کے راستہ میں اپنے بابا کی ہلاکت کا خوف نہ کر' اللہ تعالیٰ تیرے بابا کا مددگار ہے۔"

ان نامساعد حالات میں اللہ کے دین کی حمایت میں سیدہ زینبؓ کا کوشاں رہنا اور اسلام کے فروغ میں معاونت کرنا ان کے اعلیٰ معیار' ایثار اور بلند کردار کا نمونہ ہے۔ یقیناً" اس لئے سیدہ زینبؓ کی شخصیت' ایمان اور کردار کے لحاظ سے بلندی اور عظمت میں اس بات کی متقاضی ہے کہ ان کا احترام اور عزت کی جائے۔

## سیدہ زینبؓ کا نکاح

سیدہ زینبؓ کی خالہ اور حضرت خدیجہ کی سگی بہن جن کا نام ہالہ بنت خویلد تھا ان کے بڑے لڑکے کا نام ابوالعاصؓ تھا۔ یہ بڑے نیک' سلیم الفطرت اور نیک سیرت تھے۔ حضرت ہالہ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے حضرت زینبؓ کے رشتہ کی بات کی۔ بلکہ اس پر اصرار بھی کیا۔

ابوالعاصؓ بن ربیع ایک بڑے تاجر تھے۔ ان کی تجارت مکہ سے شام اور عراق سے یمن تک پھیلی

www.ahnafmedia.com

ہوئی تھی۔ یہ نہایت سچے اور امانت دار تاجر تھے۔

اہل تجارت حضرات کے معاملات کو نمٹانے میں وہ ذکی اور ضرب المثل تھے۔ مکہ کے بڑے بڑے تاجر تجارت کے معاملات میں ان کے ساتھ معاہدے کرتے اور اپنے مال و اسباب کے سلسلہ میں ان پر بھرپور اعتماد کرتے۔ ان خوبیوں کے باعث ان کو تاجر برادری میں بڑا مقام اور احترام حاصل تھا ان کا نہایت وسیع کاروبار تھا۔ ان کی امانت و دیانت بھی مشہور تھی۔ اسی لئے یہ الامین کے لقب سے مشہور تھے۔ ابوالعاصؓ بن ربیع کی خالہ سیدہ خدیجہ ان کی خوبیوں سے خوف واقف تھیں۔ اور وہ اپنے اس بھانجے کو بہت ہی محبت اور پیار سے نوازتی تھیں۔

حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع جب بھی کسی طویل تجارتی سفر سے واپس آتے تو اپنی خالہ محترمہ کے گھر حاضری دیتے۔ سفر کی روداد سناتے۔ تجارت کا احوال بتاتے۔ ان کی خالہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بھی اپنی آگہی اور حسن تدبیر سے ابوالعاصؓ کی مدد کرتیں۔ اور عملی زندگی کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے ان کو مشوروں سے سرفراز فرماتیں بلکہ عملاً" مدد بھی کرتیں۔

محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر میں اس صالح نوجوان کو خوش آمدید کہتے اور محبت و احترام اور شفقت سے نوازتے۔

آخر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں نہ کرتے کیوں کہ ابوالعاصؓ بن الربیع محمد بن عبداللہ کے لئے اجنبی نہ تھے دونوں قریشی الاصل تھے۔ حسب و نسب کے اعتبار سے کریم و شریف اور چند پشتوں کے بعد اپنے دادا قصی پر جاکر دونوں کا شجرہ نسب مل جاتا تھا۔

ابوالعاصؓ بن الربیع ایک باحیا اور شرمیلے نوجوان تھے گو کہ . رپور جوانی اور مردانہ وجاہت سے سرشار تھے لیکن شرفاء کی اولاد کی طرح حیادار بھی کمال درجہ کے تھے، بہادری کا یہ عالم تھا کہ اہل عرب سے شیر حجاز کا خطاب حاصل کیا۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باہمی مشورہ کرکے اس نکاح کی منظوری دے دی کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ

www.ahnafmedia.com

وسلم کسی معاملہ میں بھی مخالفت نہیں فرماتے تھے بلکہ ان کی رائے کو تسلیم کرتے تھے کیونکہ سیدہ خدیجۃ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف رفیقہ حیات ہی نہ تھیں بلکہ مونس و غم خوار اور دین کے معاملہ میں معاون و مددگار بھی تھیں۔ تو اس تجویز پر سیدہ زینبؓ کا نکاح حضرت ابوالعاصؓ سے کردیا۔ خطبہ نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھا۔ حضرت خدیجۃ نے اپنی بڑی اور پیاری بیٹی کو جہیز دیا۔

ابوالعاصؓ بن الربیع نے ایک بڑی رقم سیدہ زینبؓ کے گھر کے لئے پیش کی۔ اس دور کے رواج کے مطابق اور شرفا کے طریق کے موافق اور خالہ نے قیمتی لباس اور عطریات وغیرہ کا اہتمام کیا تاکہ شادی کا نظم ہو سکے۔ بعد ازاں سیدہ کی اپنے خالہ زاد کے ساتھ رخصتی ہوئی۔ یہ فریقین کے لئے بہت ہی خوشی اور مسرت کا موقع تھا۔

سیدہ کے جہیز میں عقیق کا ایک قیمتی یمنی ہار تھا۔ جس کو حضرت زینبؓ اپنی والدہ کی انمول نشانی سمجھ کر نہایت عزیز رکھتی تھیں گویا یہ ماں کا مقدس ہدیہ تھا۔

## بنی ہاشم کا مقاطعہ اور سیدہ زینبؓ کا صبر و استقلال

حبش سے قریش کے سفیر ناکام واپس لوٹے۔ قریش غصہ میں آپے سے باہر ہو گئے کیونکہ قریش کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود اسلام کا نور ہر طرف پھیل رہا تھا۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ آپ کو اور آپ کے خاندان کو محصور کر کے کسی جگہ قید کردیا جائے۔ چنانچہ طے یہ پایا کہ نہ کوئی شخص بنوہاشم سے رابطہ رکھے۔ نہ میل ملاپ رکھے نہ رشتے ناطے کرے نہ کھانے پینے کا سامان دے اور نہ ہی خرید و فروخت کرے۔ چنانچہ یہ معاہدہ لکھ کر کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا گیا۔

ابو طالب اپنے خاندان کو لے کر شعب ابی طالب میں چلے گئے۔

ان محصورین میں ام المومنین سیدہ خدیجہؓ اور آپ کی صاحبزادیاں سیدہ زینبؓ، سیدہ رقیہؓ، سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ فاطمہؓ بھی تھیں۔

www.ahnafmedia.com

چونکہ قریش نے کھانے پینے کا سامان لے جانے کی بھی بندش کر رکھی تھی۔ اس لئے یہ محصور خاندان درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتا تھا۔

بچے بھوک سے بلک کر روتے تھے۔ ان بچوں میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو خود بھی تسلیم و رضا اور صبر و شکر کا پیکر تھیں۔

خود بھی صابر و شاکر رہتیں اور اپنی چھوٹی بہنوں کو بھی صبر و رضا کی تلقین کرتی تھیں۔

بعض اوقات ابوالعاصؓ محصور خاندان کے لئے چوری چھپے کچھ کھانے پینے کی اشیاء پہنچا دیتے تھے جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاصؓ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "ابوالعاصؓ نے ہماری دامادی کا حق ادا کر دیا۔" آخر کار تین سال کی قید و بند کی صعوبتوں کے بعد اس خاندان کو بنوہاشم کے مصائب سے نجات ملی اور یہ خاندان شعب ابی طالب سے نکل آیا۔

## حضرت ابوالعاصؓ سے سیدہ خدیجہ کی رشتہ داری

ابوالعاصؓ حضرت خدیجہ کے سگے بھانجے ہیں۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہے جو حضرت خدیجہ کی سگی بہن ہیں اور سیدہ خدیجہ حضرت ابوالعاصؓ کی خالہ ہیں۔ حضرت خدیجہ اپنے بھانجے اور داماد ابوالعاصؓ کو بہت محبوب رکھتی تھیں۔ اس کی وجہ ان کی نیک سیرت طبیعت اور ان کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت ابوالعاصؓ کا حسن سلوک ہے۔

حضرت ابوالعاصؓ کے لئے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر قبلہ کا درجہ رکھتا تھا۔

## حضرت ابوالعاصؓ سے حضورؐ کے روابط

باوجود اس کے کہ حضرت ابوالعاصؓ ابتدائی دور میں اسلام نہیں لائے تھے اور انہوں نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا تھا لیکن اس کے باوجود حضرت ابوالعاصؓ انتہائی سعادت مند، بردبار، حلیم

www.ahnafmedia.com

الطبع اور نیک سیرت تھے۔

انہوں نے سیدہ زینبؓ کو کبھی تکلیف نہ دی۔اور نہ ہی ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت کی کیونکہ سیدہ ایمان لا چکی تھیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو العاصؓ کو اپنا ہمدرد اور انیس سمجھتے تھے۔

کئی مرتبہ سرداران قریش نے حضرت ابوالعاصؓ اور سیدہ زینبؓ کے رشتہ کو ختم کرنے کی کوشش کی اور ان سے کہا کہ وہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں اور اس کے بجائے وہ قریش کی جس خاتون سے کہیں گے ان کا نکاح کردیا جائے گا۔

جب قوم نے طلاق پر بے حد اصرار کیا تو ایک مرتبہ حضرت ابوالعاصؓ نے فرمایا۔

والله اذن لا افارق صاحبتی

ترجمہ: خدا کی قسم میں اپنی بیوی یعنی حضرت زینبؓ سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی شکرگزاری اور قدردانی کو عمدہ الفاظ کے ساتھ سراہا۔ اور حضرت ابوالعاصؓ کے حق میں دعا فرمائی اور کہا۔

"ابوالعاصؓ ایک انصاف پسند شخص ہے اور میرا بہت اچھا داماد ہے۔"

## قبول اسلام کے بعد سیدہ زینبؓ کی حضرت ابوالعاصؓ سے ملاقات

جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اور آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت زینبؓ فورا" دائرہ اسلام میں آگئیں۔ ابوالعاصؓ ایک تجارتی سفر کے سلسلہ میں مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں خبریں سن لی تھیں۔ جب گھر واپس پہنچے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زبانی ان خبروں کی تصدیق ہوگئی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بھی اسلام قبول کرچکی ہوں تو وہ مخمصے میں پڑگئے اور سیدہ زینبؓ سے پوچھا کہ "اے زینب! کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں تمہارے

www.ahnafmedia.com

بابا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہوگا۔" بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میں اپنے صادق اور امین بابا کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں۔ خدا کی قسم! وہ سچے ہیں اور ان پر آپ کی خالہ، میری ماں، میری بہنیں، حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ زبیر بن عوامؓ سبھی تو ایمان لے آئے ہیں میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ تم میرے بابا جان کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہیں لاؤ گے۔

ابو العاصؓ نے کہا۔ اے حبیبہ! مجھے تمہارے بابا جان پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور نہ میں ان کو جھٹلاتا ہوں، مجھے تو اس سے زیادہ کوئی اور چیز عزیز ہی نہیں کہ میں تمہارے ساتھ تمہارے طریقے پر چلوں۔ لیکن میں اس بات سے گھبراتا ہوں کہ لوگ مجھ کو الزام دیں گے اور کہیں گے کہ میں نے اپنی بیوی کی خاطر اپنے اجداد کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنھا نے کہا کہ "میری تمنا تو یہ ہے کہ تم بھی عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، اور دیگر صحابہ کی طرح سبقت کر کے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

## مکہ میں آزمائش کا دور

اہل مکہ نے جب مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جانے لگا تو اللہ کے پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کا قصد کیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابو العاصؓ پر پورا اعتماد تھا۔ اس لئے جب حضورؐ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو اپنی پیاری بیٹی حضرت زینبؓ کو حضرت ابو العاصؓ کے پاس مکہ ہی میں رہنے دیا۔

پیاری بیٹی سیدہ زینبؓ نے اپنے بابا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آہوں اور سسکیوں میں رخصت کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کے وقت سیدہ کو دلاسا دیا۔ حضرت ابو العاصؓ نے بھی حضرت زینبؓ کی دل جوئی میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور کسی وقت بھی سیدہ کو اداس ہونے نہ

www.ahnafmedia.com

دیا۔

اسی وجہ سے حضور علیہ لصلوۃ والسلام حضرت ابوالعاصؓ کا اکثر ذکر خیر فرماتے تھے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے۔

"فانی قد انکحت ابا العاصؓ بن الربیع فحدثنی و فصدقنی"

میں نے اپنی بیٹی ابوالعاصؓ بن ربیع کے نکاح میں دی اس نے جو قول میرے ساتھ کیا اسے پورا کردکھایا۔"

اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں حضرت ابوالعاصؓ کی کتنی قدر ومنزلت تھی۔

قریش مکہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگالیا کہ ابوالعاصؓ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں اور ابوالعاصؓ سے یہ بھی کہا کہ تم قریش کی جس لڑکی کو پسند کرو ہم اس کا نکاح تم سے کردیتے ہیں مگر زینبؓ کو طلاق دے دو۔ ابوالعاصؓ نے صاف انکار کردیا اور کسی قسم کی دھمکی اور لالچ سے مرعوب نہیں ہوئے۔ اور کہا کہ خدا کی قسم! زینبؓ کے بدلے میں مجھے قریش کی کسی لڑکی کی ضرورت نہیں۔ میں زینبؓ کو اپنے سے جدا نہیں کرسکتا۔

## جنگ بدر کے قیدی

کفرو اسلام کا پہلا معرکہ جنگ بدر ہے۔ اس معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو عبرت ناک شکست اور مسلمانوں کو شان دار فتح بخشی۔ کفار کے شدید دباؤ سے مجبور ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت ابوالعاصؓ بھی بادل نخواستہ اس جنگ میں شریک ہوئے اگرچہ ان کی یہ شرکت بھی برائے نام تھی۔ وہ حضرت ابن حیر انصاری کے ہاتھوں اسیر ہوئے قیدیوں کے معاملہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان باہم مشورہ سے یہ طے پایا کہ جو کوئی بھی فدیہ ادا کرے گا اس کو رہا کردیا جائے گا۔

www.ahnafmedia.com

# حضورؐ کی سیدہ زینبؓ سے محبت اور حضرت خدیجہ کا ہار

اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر دیا اور اپنے قیدی چھڑوا کر لے گئے۔ حضرت ابوالعاصؓ نے اپنی بیوی سیدہ زینبؓ بنت محمد کو خط لکھا کہ اے زینب! میں تمہارے ابا جان کی قید میں ہوں۔ اس لئے رقم کا بندوبست کرو تاکہ اس کو فدیہ کے طور پر ادا کر کے قید سے رہائی حاصل کر کے میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔

سیدہ زینبؓ نے وہ قیمتی یمنی ہار جو ان کی والدہ محترمہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں دیا تھا۔ اپنے دیور عمر بن ربیع کے ہاتھوں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ فدیہ کے طور پر یہ ہار پیش کر کے حضرت ابوالعاصؓ کو قید سے رہائی مل جائے۔

رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں ہار پر پڑیں تو آپ پر بلااختیار رقت طاری ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ کر دامن مبارک میں جذب ہوگئے۔ پیغمبر کو اپنی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ اور پیاری بیٹی سیدہ زینبؓ کی یاد آگئی۔ گزرے ہوئے لمحات و واقعات آنکھوں کے سامنے آنے لگے۔ اہل مجلس کی آنکھیں بھی پرنم ہوگئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میری بیٹی میری پیاری بیٹی نے اپنے شوہر اور میرے داماد ابوالعاصؓ کو قید سے چھڑانے کے لئے اپنی ماں سیدہ خدیجہ کی آخری نشانی یہ ہار تمہارے پاس بطور فدیہ بھیج دی ہے۔ اگر تم لوگ رضامند ہو جاؤ تو اس کی ماں کی یہ آخری نشانی اس کو واپس کردوں۔ نبیؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ باعث تخلیق کائنات رو رہا ہے۔ صحابہ کرام نے بیک آواز ہو کر کہا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سیدہ کا یہ ہار واپس کرتے ہیں۔ اور حضرت ابوالعاصؓ کو بھی قید سے رہائی دیتے ہیں۔ نبی کی مساوات پر قربان جائیے کہ جنگ جیت کر بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں کی جان و مال کے مختار ہیں کون تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر سرتابی کرتا۔ یا دل میں گرانی یا بار لاتا۔

www.ahnafmedia.com

لیکن نبی نے خود فیصلہ نہیں کیا صحابہؓ سے مشورہ کیا ان سے اجازت طلب کی۔ سب کی منظوری کے بعد آپ نے حضرت ابوالعاصؓ کو رہا کردیا اور ہار بھی واپس دے دیا اور فرمایا اے ابوالعاصؓ مکہ مکرمہ جاکر میری بیٹی زینبؓ کو میرے پاس مدینہ بھیج دینا۔ بیٹی سے جدائی کے ایام بہت طویل ہوچکے ہیں۔ اور دل سیدہ کے ملنے کو بہت بے چین ہے۔

ابوالعاصؓ بن الربیع مکہ پہنچے۔ وہ غم و الم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ بچوں کو پیار کیا گلے لگایا گود میں لیا۔ سیدہ زینبؓ نے پوچھا۔ "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔

ابوالعاصؓ نے جواب دیا۔ "ایک شریف اور کریم انسان جو کرتا ہے وہی سلوک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کیا ہے۔"

سیدہ نے کہا "اس کے باوجود آپ اپنے آباء واجداد کے دین پر رہیں گے۔"

ابوالعاصؓ نے کچھ نہ کہا۔ "نگاہیں زمین پر جھک گئیں۔ چہرے پر شرمندگی ٹپک رہی تھی۔"

ابوالعاصؓ ایک کش مکش میں مبتلا ہیں۔ اہلیہ اور بچوں کی محبت ساتھ ہی رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے دین کی طرف رغبت۔ بس دل میں فیصلہ کرچکے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔

## حضرت زینبؓ کی مدینہ آمد

حضرت ابوالعاصؓ نے مکہ واپس آکر سیدہ زینبؓ کو مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا اور خود تجارت کے لئے تشریف لئے گئے۔

سیدہ زینبؓ نے اپنے دیور کنانہ بن ربیع کے ساتھ مدینہ آنے کی تیاری شروع کردی۔

حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار ہوئیں۔ کنانہ نے تیر کمان ساتھ لے لئے۔ کنانہ اونٹ کی رسی پکڑے آگے آگے چل رہا تھا۔ اور سواری کو لئے چلا جارہا تھا۔

حضرت زینبؓ کجاوہ پر تشریف رکھتی تھیں کہ اسی دوران اہل مکہ کو اس کی خبر ہوگئی کہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جارہی ہیں۔ دن کا وقت تھا اور وادی ذی طویٰ کا مقام تھا کہ کفار کا ایک

www.ahnafmedia.com

گروہ مزاحمت کے لئے پہنچ گیا۔ اور اونٹ کا راستہ روک لیا۔ ان میں ہبار بن اسود بھی تھا جو رشتہ میں حضرت خدیجہ کا چچا زاد بھائی اور حضرت زینبؓ کا ماموں بھی تھا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں اس نے قرابت داری کا لحاظ بھی نہ کیا۔ اس کے ساتھ ایک اور شخص ہشام بھی تھا۔ انہوں نے حضرت زینبؓ کو واپس مکہ جانے کو کہا۔ سیدہ زینبؓ تو اپنے والد محترم سے ملنے کے لئے بے تاب تھیں۔ انہوں نے واپس مکہ جانے سے انکار کیا۔

کفار دراصل سیدہ زینبؓ کو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی پابندی لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف اور اذیت دینا چاہتے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ محمد کریمؐ اپنی پیاری بیٹی سے ملنے کو تڑپ رہے ہیں لہٰذا سیدہ کو مکہ میں روک کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید تکلیف پہنچائی جائے۔

بار بار منع کرنے کے باوجود جب سیدہ زینبؓ نے مدینہ جانے پر اصرار کیا تو ہبار نے حضرت زینبؓ کو پتھر کھینچ کر مارا جو کہ سیدہ زینبؓ کے جسم میں پیوست ہوگیا۔ سیدہ زینبؓ زخمی ہو کر اونٹ سے نیچے گر گئیں۔ ہشام نے چاہا کہ سیدہ کو قتل کردے وہ خنجر لے کر قتل کے ارادے سے آگے بڑھا کہ بنت رسول کو قتل کردے مگر اسی اثنا میں کنانہ پوزیشن سنبھال کر سامنے آگیا۔ اور مقابلہ کے لئے تیار ہوگیا۔ اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایک مورخ نے لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ کو ہبار نے سواری پر سے گرادیا۔ آپ امید سے تھیں۔ آپ چٹان پر گر گئیں۔ سخت چوٹ آنے سے خون جاری ہوگیا۔ اور سیدہ زخمی ہو گئیں۔ اور یہ سفر کچھ عرصہ کے لئے ملتوی ہوگیا۔ رفتہ رفتہ افاقہ ہونا شروع ہوگیا۔ چند دنوں بعد کنانہ دوبارہ سیدہ کو لے کر مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع دی جاچکی تھی۔ ایک مقام پر کنانہ نے سیدہ زینبؓ کو حضرت زید کی محافظت میں دے دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود مقام بطن میں حضرت زینبؓ کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔

حضرت زید جب سیدہ زینبؓ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اپنی

www.ahnafmedia.com

لخت جگر کی حالت دیکھ کر ضبط نہ کر سکے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ ہائے! ہائے! اللہ کا رسولؐ ' سیدہ زینبؓ کا بابا رو رہا ہے۔ سیدہؓ کفار کے مظالم کا ذکر کر رہی ہیں۔

آج تاجدار دو عالم اپنی لخت جگر پر مظالم کے نشانات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ اگر پیارا پیغمبر کفار کے حق میں بددعا کر دیتا تو وہ نیست و نابود ہو جاتے۔ مگر سلام ہے اس رحمت اللعالمین پر کہ جس نے اس حالت میں بھی قوم کی ہدایت کی دعا کی۔ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔

ایک روایت میں ہے کہ ہبار اور اس کے ساتھیوں نے سیدہ زینبؓ کو زخمی کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام تر صبر کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبار اور اس کے ساتھی کو جلانے کا حکم دیا مگر دوسرے دن آپؐ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب دینا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حق ہے۔ اس لئے اگر تم ان پر قابو پالو تو ان کو قتل کر دینا۔

## سیدہ زینبؓ پر مظالم کی وجہ

سیدہ زینبؓ رضی اللہ عنہا پر یہ مظالم کیوں ڈھائے گے اور انہوں نے یہ مصائب کیوں برداشت کئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ نے یہ مظالم اسلام کی خاطر برداشت کئے اور ان پر مصائب کے پہاڑ صرف اس وجہ سے توڑے گئے کہ وہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہونے کے باعث ان کو جان گسل مشکلات و مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ہجرت کرتے ہوئے ان کا راستہ روکنا ان پر تشدد کرنا' سواری سے گرانا' تیر سے زخمی کرنا یہ سب صرف اس لئے تھا کہ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں وگرنہ اس کے علاوہ تو سیدہ کا کوئی قصور ہی نہ تھا۔ سیدہ زینبؓ جب اپنے بابا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور ان کو تمام واقعات سے آگاہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری

www.ahnafmedia.com

صاحبزادی کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

**"ھی خیر بناتی اصیبت فی ھی افضل بناتی اصیبت فی"**

"میری بیٹیوں میں زینبؓ سب سے افضل ہے جو میری وجہ سے اس طرح ستائی گئی۔"

(یہاں ایک خاص نکتہ ہے اس کا سمجھنا بھی بے حد ضروری ہے۔)

سیدہ زینبؓ کی یہ فضیلت جو رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یہ تحمل' مصائب اور تکالیف کے برداشت کرنے کے پیش نظر ہے اور سیدہ فاطمہ الزہرؓ کی فضیلت عظمیٰ جو زبان نبوت سے ثابت ہے وہ سیادت کے بارے میں ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینبؓ کی مظلومیت پر اتنا قلق ہوا کہ آپ نے اعلان فرمادیا کہ لوگو! میری بیٹی زینبؓ کو تکلیف پہنچانے والا ہبار جہاں کہیں مل جائے اسے آگ میں زندہ جلادو اگلے روز اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ اے نبی آگ کا عذاب میرے سوا کوئی اور نہیں دے سکتا۔

فتح مکہ کے بعد ہبار چھپتا پھرتا رہا۔ بالاخر اس کو جائے پناہ مل گئی۔ وہ جائے پناہ سرکار مدینہ منورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھا۔ سرکار دو عالم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دوزانوں بیٹھ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گار ہوں قصوروار ہوں' اپنے سابقہ جرائم اور معاصی پر معذرت و معافی چاہتا ہوں اپنی جہالتوں کا اقرار کرتا ہوں۔ مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ جو سلوک کرنا چاہیں میں اس کا سزاوار ہوں۔

باوجودیکہ حضور کے سینہ پر اس صدمہ کا اثر تھا لیکن سینے کے گہرے زخم اس شخص کے مسلمان ہونے سے یک دم مندمل ہوگئے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

**"قد عفوت عنک و قد احسن الیک حین ھداک الی الاسلام والاسلام یجب ماقبلہ'**

"میں نے تجھ کو معاف کردیا اللہ تیرے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔ اس وجہ سے کہ اس نے تجھے اسلام کی ہدایت دی ہے اور اسلام سابقہ گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔"

www.ahnafmedia.com

یہ بلند سیرت اور اعلیٰ اخلاق کا کامل نمونہ ہے۔

## حضرت ابو العاصؓ کا قبول اسلام

قریش کے افراد تجارت کے سلسلہ میں زیادہ تر شام کی طرف سفر کرتے تھے اسی طرح ایک تجارتی قافلہ شام کی جانب روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں حضرت ابو العاصؓ بھی شامل تھے۔ جو بغرض تجارت شام جارہے تھے۔ جب قافلہ واپس ہوا تو راستہ میں اس قافلہ کی مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مسلمانوں کے قائد حضرت زید تھے۔ بہت سے افراد گرفتار ہوئے۔ حضرت ابو العاصؓ نے مڈبھیڑ سے گریز کیا۔ اور گریز کرتے ہوئے قافلہ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ گئے اور کسی طرح سیدہ زینبؓ کے پاس ان کے گھر پہنچ گئے۔ اور ان سے پناہ طلب کی۔ سیدہ نے ان کو پناہ دے دی۔ باقی قافلہ والے بعد میں مدینہ پہنچے۔ مسلمانوں کو اس کا علم نہ تھا اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات تھی کہ حضرت ابو العاصؓ نہ صرف مدینہ میں ہیں بلکہ ان کے گھر پہنچ چکے ہیں۔

صبح فجر کی نماز نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کی صفوں میں سیدہ زینبؓ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ اور کہا کہ بابا! ابو العاصؓ میری پناہ میں ہیں اور میں نے ان کو پناہ دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بہت حیران ہوئے (واضح رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب عورتوں کے لئے گھر میں نماز ادا کرنے کا حکم نہیں آیا تھا) صحابہ کرام نماز کے بعد تسبیح و تہلیل اور تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ صحابہ کرامؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔

"اس خدائے وحدہ لاشریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ زینبؓ نے ابھی مجھ کو بتایا ہے کہ ابو العاصؓ اس کی پناہ میں ہیں۔ زینبؓ کے بتانے سے پہلے یہ بات میرے علم میں نہ تھی۔" پھر صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "میں نے جو کچھ کہا وہ تم نے سن لیا۔" انہوں نے

www.ahnafmedia.com

عرض کیا۔ "جی ہاں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے سن لیا۔"

اس کے بعد مزید فرمایا کہ "کہ مسلمانوں کا ادنیٰ شخص بھی جب کسی کو پناہ دے دیتا ہے تو اس کی پناہ منظور کی جاتی ہے اور اس کا پناہ دینا درست ہوتا ہے لہذا زینبؓ کا ابوالعاصؓ کو پناہ دینا صحیح قرار دیا جاتا ہے۔ مسلمان اس بات کو ملحوظ رکھیں۔

اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے فرمایا کہ۔

"ابوالعاصؓ کی اچھی طرح خاطر تواضع کرنا۔ ان کی عزت میں کسی قسم کی کمی نہ رہنے دینا اور ازدواجی تعلقات سے پرہیز کرنا۔"

حضرت زینبؓ نے عرض کیا بابا جان مسلمانوں کے پاس جو ابوالعاصؓ کا مال و اسباب ہے وہ ان کو واپس دلایا جائے۔ کیونکہ اس سامان میں ان کے اپنے مال و اسباب کے علاوہ مکہ کے لوگوں کی امانتیں بھی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر صحابہ کرامؓ سے گفتگو کروں گا پھر ہی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معاملہ صحابہ کرام کے سپرد کردیا۔

حضورؐ نے فرمایا

"تمہیں معلوم ہے کہ ابن الربیع ہمارا قریبی عزیز ہے۔ میری بڑی بیٹی اس کی بیوی ہے۔ گو کہ اسلام نے ان میں تفریق ڈال دی ہے تاہم سابقہ تعلق تو ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اسے آزاد کردو اور اس کا مال لوٹا دو لیکن اگر یہ بات پسند نہ ہو تو کوئی دباؤ نہیں مال اور اسباب پر تمہارا حق ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے باتفاق یہ فیصلہ صادر کردیا کہ ابوالعاصؓ کا مال و اسباب ان کو واپس کردیا جائے۔ سو ان کا مال و اسباب ان کو واپس کردیا گیا اور ان کو نہایت احترام سے مکہ جانے کے لئے رخصت کیا۔ مکہ پہنچ کر ابوالعاصؓ نے لوگوں کی امانتیں اور اموال ان کے سپرد کیں اور ان سے دریافت کیا کہ کیا میں نے تمہاری امانتیں تم کو واپس کردی ہیں؟ سب نے باتفاق کہا جی ہاں۔ آپ نے تمام امانتیں ادا کردی ہیں۔ اب ہمارا کوئی مال و اسباب یا

امانت آپ کے پاس نہیں۔ ہم نے آپ کو نہایت شریف وفادار اور امانت دار پایا ہے۔
اس کے بعد وہ کفار مکہ کے سامنے ہی بلند آواز میں **اشھدان لا الہ الااللہ واشھدانا محمدا عبدہ و رسولہ** کے کلمات ادا کرکے دین اسلام میں داخل ہوگئے۔ کفار مکہ ان کی یہ بات سن کر حیران رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے بار بار کلمہ توحید بلند آواز سے ادا کیا اور کہا! مدینہ میں اسلام قبول کرنے میں میرے پیش نظر یہ بات تھی کہ کہیں تم یہ نہ سوچو کہ ابوالعاصؓ نے ہماری امانتیں اور مال و اسباب ہڑپ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے جب اللہ کے حکم سے میں نے تمہارے مال و اسباب واپس کردیئے اور میں امانتوں کے بوجھ سے سبکدوش ہوگیا تو اب میں ایمان لے آیا ہوں یہ کہہ کر مکہ سے نکلے اور مدینہ کا رخ کیا۔ اور ہادی برحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابوالعاصؓ! جس وقت مدینہ والوں نے تمہارا مال و اسباب تم کو واپس کیا تھا تم اس وقت کیوں مسلمان نہیں ہوئے۔
حضرت ابوالعاصؓ نے فرمایا۔
"اے اللہ کے رسول! میں نے دل میں اسی وقت اسلام قبول کرلیا تھا مگر زبان سے اس کا اظہار اس لئے نہیں کیا تھا کہ مکہ والے یہ نہ سوچیں کہ ابوالعاصؓ اپنا مال واپس لینے کے لئے مسلمان ہوا ہے۔ یا یہ کہیں کہ اسلام میں داخل تو ہوا لیکن خیانت کرکے۔"
آپ کے مسلمان ہونے سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے۔ سیدہ زینبؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت مسرور تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینبؓ اور حضرت ابوالعاصؓ کو دوبارہ رشتہ ازدواج سے منسلک کردیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بے حد مسرت ہوئی۔
ابن ہشام لکھتے ہیں کہ جب ابوالعاصؓ مشرکین مکہ کے مال و اسباب کے ساتھ شام سے لوٹے تو کسی نے ان سے کہا تم مسلمان ہوجاؤ اور اس تمام مال پر اپنا تصرف کرلو آخر یہ مال و اسباب مشرکین ہی کا تو ہے۔ ابوالعاصؓ نے کہا کیا میں مشرکین کا مال روک کر امانت میں خیانت کروں؟

www.ahnafmedia.com

اور اگر ایسا کروں تو پھر میرے اسلام کی ابتداء ہی بددیانتی اور خیانت جیسے قبیح فعل سے ہوگی اور میں خیانت نہیں کر سکتا۔"

## ایک شبہ کا ازالہ

یہاں ایک اشتباہ کا ازالہ بہت ضروری ہے کہ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مومنہ تھیں تو ایک کافر کے ساتھ ان کا نکاح کس طرح کردیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں زوجین کا آپس میں مسلمان ہونا نکاح کے لئے ضروری نہ تھا۔ ابتداء اسلام میں بہت سے ایسے نکاح قائم ہوئے جن میں شوہر یا بیوی دونوں میں سے کوئی مسلمان ہوتا یا کافر ہوتا تھا۔ اسی دستور کی بنا پر حضرت زینبؓ حضرت ابوالعاصؓ کے نکاح میں رہیں۔ اس لئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوالعاصؓ کے درمیان تفریق نہیں کرائی گئی۔

سن چھ ہجری صلح حدیبیہ کے سال میں اللہ تعالٰی نے مسلمان عورتوں کو کفار و مشرکین پر حرام کیا۔

## مبایعات الرسول

سیدہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت مآب سے بیعت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان کو مبایعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کیا جاتا ہے۔ سیدہ زینبؓ وہ صالحہ خاتون ہیں جن کو اسلام کے ابتدائی دور میں ہی ایمان سے مشرف ہونے کا موقع ملا ۔ ان کو قدیم الاسلام عورتوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسولؐ کی رسالت پر لڑکیوں میں سب سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ہی ایمان لائیں۔

واضح رہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ کو مبایعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ذکر کیا گیا ہے۔

## سیدہ زینبؓ کی وفات

www.ahnafmedia.com

سیدہ زینبؓ نے اسلام کی خاطر بہت قربانیاں دیں اور بڑے بڑے مصائب بڑے تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ مخالفین اسلام کے ہاتھوں زخمی ہوئی تھیں۔ وہی زخم جو اس وقت تو مندمل ہو گیا تھا کچھ عرصہ بعد دوبارہ ہرا ہو گیا اور آخر کار وہی جان لیوا ثابت ہوا۔

۸ھ ہجری اکتیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیاری صاحبزادی جس نے اللہ کی راہ میں اپنے بابا کے دین کی خاطر بہت سختیاں برداشت کی تھیں۔ بابا کو اشکبار اور سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملیں۔ نبی علیہ لصلوۃ والسلام کو اپنی بیٹی کی وفات کا بہت صدمہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ کی وفات پر بے حد مغموم ہوئے اور سیدہ زینبؓ کی دوسری بہنیں سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ رضوان اللہ علیھن بھی بہت غم زدہ اور سوگوار تھیں۔ مسلمان خواتین سیدہ زینبؓ کی وفات پر جمع ہوئیں۔ ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ بے اختیا رونے لگیں اور نوبت چیخ و پکار تک پہنچ گئی۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو اس چیخ و پکار پر سختی سے روکنا چاہا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر سختی کرنے سے منع فرمادیا اور عورتوں سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم کو چاہئے کہ شیطانی قسم کی آوازیں نکالنے سے پرہیز کرو، پھر فرمایا جو آنسو آنکھ سے بہتے ہیں اور دل غمگین ہوتا ہے تو ایسا خدا کی طرف سے اور اس کی رحمت سے ہے۔ اور جو ہاتھ یا زبان سے صادر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

مسلمان خواتین کے لئے یہاں ایک اہم نکتہ ہے جو حکمت سے معمور ہے۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کی وفات پر امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ وفات کے وقت بے تحاشا چیخنا، چلانا، منہ نوچنا، سر پر خاک ڈالنا یہ زمانہ جاہلیت کی رسومات ہیں۔ اسلام صبر اور برداشت کی تلقین کرتا ہے۔

یہ درست ہے کہ اپنوں کی موت سے دل غمزدہ ضرور ہوتا ہے۔ آنکھوں سے آنسو بھی نکلتے ہیں لیکن ایسے موقع پر صبر کا مظاہرہ کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے)

www.ahnafmedia.com

سیدہ زینبؓ کے غسل کا انتظام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نگرانی میں ہوا اور اس میں حضرت سودہ بنت زمعہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام یمنؓ نے حصہ لیا۔

منقول ہے کہ جب سیدہ زینبؓ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام عطیہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ زینبؓ کے نہانے کا بندوبست کرو۔ پانی اور بیری کے پتوں کا انتظام کرو اور اس ابلے ہوئے پانی سے ان کو تین یا پانچ بار غسل دو اور آخر میں کافور کی خوشبو لگاؤ۔ جب سیدہ زینبؓ کو غسل دیا جارہا تھا تو اس وقت بھی آپ بہت مغموم تھے آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

کفن کے لئے دیگر کپڑوں کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند مبارک بھی عطا کیا تاکہ اس کو بھی کفن کے طور پر استعمال کیا جائے۔

## سیدہ زینبؓ کی نماز جنازہ

سیدہ زینب رضی اللہ عنھا کے لئے جب نماز جنازہ کی تیاری ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینبؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ کی عورتوں نے بھی سیدہ زینبؓ کی نماز جنازہ ادا کی۔ اکابر صحابہ بھی نماز جنازہ میں شریک تھے۔ حضرت ابوالعاصؓ بھی ہمراہ تھے۔ سیدہ زینبؓ کی بہنیں بھی نماز جنازہ میں شریک تھیں اور حزن و ملال کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔

## سیدہ زینبؓ کی تدفین

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو ہم صحابہ کی ایک جماعت تدفین کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ہم قبر پر پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مغموم تھے اور کسی کو آپ سے بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ لحد بننے میں ابھی کچھ دیر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے اطراف میں بیٹھ گئے۔ ہم سب پر ایک عجیب حیرانی کی

www.ahnafmedia.com

کیفیت طاری تھی۔ اسی اثناء میں آپ کو اطلاع دی گئی کہ قبر تیار ہو چکی ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اس وقت آپ بے حد رنجیدہ تھے اور تھوڑی دیر بعد قبر سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ کا چہرہ انور کھلا ہوا تھا غمگینی کے آثار میں کمی واضح نظر آرہی تھی اور طبیعت بشاش تھی۔

صحابہ کرام نے دریافت کیا۔ اے اللہ کے پیارے رسول۔ کیا بات تھی کہ جب آپ قبر میں اترے تو چہرہ اقدس پر رنج و الم کے آثار نمایاں تھے اس لئے ہم اس حالت سے متعلق بات کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اب چہرہ انور پر خوشی و مسرت کے آثار ہیں۔

آپ نے فرمایا پہلے قبر کی تنگی اور خوفناکی میرے سامنے تھی۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی۔

"اے اللہ میری بیٹی زینبؓ بڑی کمزور اور ناتواں ہے۔ تو اپنی رحمت سے اس کی قبر کو کشادہ فرمادے اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول و منظور فرمالی۔ اس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے ساتھ کس قدر مشفقانہ معاملہ فرمایا کہ وفات سے تدفین تک تمام مراحل میں آپ کی نظرعنایت شامل رہی اور آخری مرحلہ قبر میں بھی خصوصی توجہ فرما کر آپ نے سیدہ زینبؓ کے لئے سفر آخرت کا مرحلہ اپنی خصوصی شفاعت کے ساتھ طے فرمادیا۔

خواتین اسلام کے لئے یہ بات سرمایہ عبرت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قبر کا مرحلہ کوئی معمولی مرحلہ نہیں۔ اس کی فکر اور تیاری دین کے اہم امور میں سے ہے۔

آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اور برکات کا نزول ہو سیدہ کی تربت اقدس پر۔

## سیدہ زینبؓ کے لئے شہیدہ کا خصوصی لقب

سیدہ زینبؓ بنت محمدؐ نے اسلام کی خاطر بہت سختیاں برداشت کیں اور بڑے صبر و استقلال کے

www.ahnafmedia.com

ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ وفات سے قبل ان کے وہی زخم تازہ ہوگئے تھے جو ان کو مدینہ ہجرت کرتے وقت پہنچے تھے اور وہی ان کی وفات کا سبب بنے۔ اسی بنا علماء اور سلف صالحین نے سیدہ زینبؓ کے حق میں شہیدہ کے الفاظ استعمال کئے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے۔

**فکانوا یرونها ماتت شهیدة**

یعنی ان کی موت شہادت کے انداز پر ہوئی ہے۔ اپنی تکالیف کی بنا پر اہل اسلام ان کو شہیدہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور ان کا لقب شہیدہ زینبؓ تجویز کیا گیا ہے۔

## حضرت ابو العاصؓ کی وفات

حضرت ابو العاصؓ کو حضرت زینبؓ کی وفات کا بہت صدمہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد آپ کثرت سے ذکر اور عبادات میں مصروف ہوگئے تھے۔ آپ بیمار رہنے لگے جس نے آپ کی صحت پر گہرا اثر ڈالا بالآخر ۱۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔

## حضرت زینبؓ کی اولاد

سیدہ زینبؓ کے بطن مبارک سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئیں۔ کتب میں سیدہ زینبؓ کے ایک اور لڑکے کا احوال ملتا ہے جو زمانہ طفولیت ہی میں انتقال کر گیا تھا۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ اسامہ بن زیدؓ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا ایک بچہ قریب المرگ ہوگیا۔ اس بچہ سے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی محبت فرماتے تھے۔ جب حالت زیادہ بگڑی تو سیدہ زینبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا۔ آپ نے جواباً" سیدہ زینبؓ کو سلام کہلوایا اور فرمایا کہ زینبؓ سے جاکر کہہ دو اللہ تعالیٰ جو لے لیتے ہیں وہ بھی اللہ کے لئے ہے اور جو دے دیتے ہیں وہ بھی اللہ کے لئے ہی ہے۔ زینبؓ تم کو صبر کرنا چاہیے۔ سیدہ

www.ahnafmedia.com

www.ahnafmedia.com

زینبؓ پریشانی کے عالم میں تھیں۔ انہوں نے پھر اپنے بابا جان حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قسم دے کر بھیجا کہ ضرور تشریف لائیں تو آنجناب اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت بھی تھے۔ سیدہ زینبؓ کے گھر پہنچے۔ بچہ قریب المرگ تھا آپ نے بچے کو گود میں لیا۔ بچے کے آخری سانس تھے۔ پیارے نانا جان کی گود میں جب نواسے نے ٹکٹکی باندھ کر چہرہ انور کی طرف دیکھا۔ اب موت کی ہچکیاں آرہی تھیں۔ نانا محمد الرسول اللہ سے نواسے کی بے چینی کا منظر نہ دیکھا گیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ صحابہ نے پوچھا سرکار آپ بھی رو رہے ہیں۔ فرمایا یہ میری پیاری بیٹی زینبؓ کا بچہ ہے۔ جو مجھے بہت محبوب ہے۔ پھر فرمایا۔

**"فانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء**

"یعنی نرم دل بندوں پر ہی اللہ اپنی رحمت فرماتے ہیں۔"

حضرت زینبؓ کے بچے کے مرض الموت پر بمعہ صحابہ کرام تشریف لانا اور اس موقعہ پر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سیدہ زینبؓ اور ان کی اولاد کے ساتھ شفقت و عنایت کو روز روشن کی طرح واضح کرتا ہے۔

## سیدہ زینبؓ کے بیٹے علی بن ابی العاصؓ کا احوال

حضور کے پیارے صاحبزادگان سیدنا طیب اور سیدنا طاہر بچپن ہی میں رحلت فرما چکے تھے۔ اس لئے بھی سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں سے خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ اپنے اس نواسے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی حضور کو بہت محبت تھی۔

جب علی بن ابی العاصؓ پیدا ہوئے تو انہیں دودھ پلانے کے لئے قبیلہ بنی غاضرہ میں بھیج دیا گیا۔ جب حضرت زینبؓ ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں تو حضرت علی بن ابی العاصؓ کو ان کے نانا جان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اس طرح ان کی پرورش دامن رسول

صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی۔ فتح مکہ کے وقت یہی حضرت علی بن ابی العاصؓ تھے جن کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ سوار کیا تھا۔

یہ نواسے سیدنا علی بھی بچپن میں حضور کو چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ علی بن ابی العاصؓ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ہی پرورش پائی تھی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مواقع پر اپنے اس نواسے کو اپنی گود میں اٹھا کر لے جاتے تھے اور جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو ہر وقت اللہ کے رسول کے ساتھ رہتے۔ نمازوں کے اوقات میں بھی اللہ کے رسول اپنے اس نواسے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسے چھ سات سال کی عمر ہی میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے جبکہ ابن عساکر کی روایت کے مطابق جو زبیر بن بکار سے منقول ہے وہ یہ ہے کہ علی بن ابی العاص سن شعور کو پہنچ گئے تھے اور نبی اکرمؐ نے فتح مکہ کے موقع پر علی بن ابی العاص کو اپنی سواری پر سوار کرایا تھا۔ (مختصر تاریخ دمشق ۱۸ /۱۰۱)

## سیدہ زینبؓ کی بیٹی امامہ بنت ابی العاصؓ کا احوال

امامہ سیدہ زینبؓ بنت محمد کی صاحبزادی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نماز کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت امامہ نے آپ کو دیکھ لیا۔ نبی علیہ السلام نے بھی اپنی نواسی سیدہ امامہ کو دیکھ لیا اور گود میں اٹھالیا اور پھر اسی حالت میں نماز ادا فرمائی۔ جب آپ رکوع فرماتے تو ان کو زمین پر بٹھالیتے اور جب کھڑے ہوتے تو سیدہ امامہ کو گود میں اٹھالیتے۔ اسی طرح آپ نے نماز مکمل کی۔ واضح رہے کہ اپنی نواسی سیدہ امامہ کو نہایت محبت کے ساتھ گود میں اٹھانے اور حد درجہ محبت و شفقت فرمانے سے متعلق احادیث متعدد بار مذکور ہوئی ہیں۔ ایک مرتبہ شاہ حبشہ نے چند تحائف آپ کی خدمت میں بھیجے۔ اس میں ایک سونے کی انگوٹھی بھی تھی۔ آپ نے یہ انگوٹھی سیدہ امامہ کو دے دی اور فرمایا بیٹی

www.ahnafmedia.com

اس زیور کو اپنی انگلی میں پہن لو۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنے دوش پر اٹھا کر لے جاتے تھے۔ اسی طرح سیدہ امامہ اور سیدنا علی کو بھی دوش مبارک پر اٹھا کر بٹھا لیتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت شفقت اور محبت کرتے تھے۔

واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت و محبت تمام بچوں سے تھی۔ خصوصاً اپنے نواسے نواسیوں سے تو بہت ہی زیادہ تھی۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی ہار تحفہ کے طور پر ملا۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہ ہار اس شخص کو دوں گا جو مجھ کو سب سے زیادہ عزیز ہو گا۔ ازواج مطہرات (رضوان اللہ علیھن) نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ ہار ہم میں سے کسی کو ملے لیکن نبی علیہ السلام نے یہ ہار حضرت سیدہ امامہ کو دے دیا۔

## سیدہ فاطمہؓ کی وصیت

سیدۃ نساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ اگر میرے بعد شادی کا قصد فرمائیں تو میری بہن کی بیٹی سیدہ امامہ سے نکاح فرمائیں۔ وہ میری اولاد کے حق میں میری قائم مقام ہو گی۔

سیدنا علی نے وصیت کے مطابق سیدہ امامہ سے عقد فرمایا اور حضرت امامہ حضرت علی کے عقد میں آگئیں۔ لیکن حضرت علی سے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

جس وقت سیدنا علی نے شہادت پائی تو اس وقت سیدہ امامہ حضرت علی کے نکاح میں تھیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے نوفل بن مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب نے نکاح کیا۔

## سیدنا ابن الربیع کے آخری ایام اور وفات

سیدنا ابوالعاصؓ اور سیدہ زینبؓ رضی اللہ عنھا کو ایک دوسرے سے بے حد محبت تھی وہ ایک ساتھ زندگی گزارنے میں راحت پاتے تھے۔ حضرت ابوالعاصؓ نے سیدہ کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا۔ چنانچہ اس برتاؤ کی نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی تعریف فرمائی۔

ان باتوں کی وجہ سے سیدہ کی وفات کے بعد حضرت ابوالعاصؓ بے حد غم زدہ اور رنجیدہ رہنے لگے۔ حضرت ابن الربیع رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنھا کے شوہر محترم نے تو سیدہ کی وفات کے بعد قبر پر ڈیرہ ڈال لیا۔ دن رات روتے مگر آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لیتے۔ حتیٰ کہ پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے روکا۔ آخر انہوں نے عبادت کی لذت اپنے اوپر طاری کرلی لیکن اس غم نے ابن الربیع کو ہلکان کردیا وہ خطرناک حد تک بیمار ہوگئے۔ آخر کار آخری وقت آن پہنچا۔ اکثر اپنے بچوں علی اور امامہ کے کان میں کہتے عنقریب میں تمہاری پیاری ماں سے جنت میں ملاقات کروں گا۔ اس جنت میں جہاں ان کے عظیم باپ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسند نشین ہوں گے۔

**صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وازواجہ و بناتہ و امتہ اجمعین و رضی اللہ تعالی عن جمیع الصحابۃ والصحابیات۔**

www.ahnafmedia.com

# سیدہ رقیہ

# رضی اللہ تعالیٰ عنہا

www.ahnafmedia.com

## ولادت

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ سیدہ رقیہؓ اپنی بڑی بہن سیدہ زینبؓ سے تین سال چھوٹی تھیں۔

آپ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کے بطن مبارک سے مکہ میں ۳۳ھ میں پیدا ہوئیں۔ جس وقت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنھا پیدا ہوئیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تقریباً" تینتیس برس کی تھی۔

## سیدہ کی پرورش اور تربیت

سیدہ رقیہؓ نے اپنے والد ماجد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی امی جان ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کی زیر نگرانی تربیت پائی۔

عقل و دانائی، فہم و فراست، شرم و حیا، سلیقہ شعاری میں آپ امتیازی وصف رکھتی تھیں۔ آپ نہایت حسین و جمیل خاتون تھیں۔

## قبول اسلام اور بیعت نبوی

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جب سیدہ خدیجہؓ مشرف بہ اسلام ہوئیں تو ان کے ساتھ ان کی صاحبزادیوں نے بھی اسلام قبول کیا اور اپنے والد ماجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ ان میں سیدہ رقیہؓ بھی اپنی دیگر بہنوں کے ہمراہ شامل تھیں۔

## سیدہ رقیہؓ کا پہلا نکاح

اسلام سے پہلے اس دور کے دستور کے مطابق سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا

www.ahnafmedia.com

ابولہب کے بیٹے عتبہ کے ساتھ سیدہ رقیہؓ کا نکاح کردیا تھا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ فی الحقیقت سیدہ خدیجہ اس رشتہ پر خوش نہ تھیں' ان کے خیال میں اس میں خیر و سعادت کا پہلو نہ تھا۔ لیکن اپنے شوہر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی کے لئے قبول کرلیا تھا۔ اس احساس کے تحت کہ ابولہب ان کے شوہر کے چچا ہیں۔ قرابت دار ہیں۔

جس طرح سیدہ خدیجہؓ اس خواہش سے مطمئن نہ تھیں اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معاملہ تھا۔ لیکن آپ نے صلہ رحمی اور حق قرابت کا لحاظ فرمایا۔

سیدہ خدیجہ اس رشتہ سے ابولہب کی بیوی ام جمیل کی وجہ سے مطمئن نہ تھیں۔ جو کہ عتبہ اور عتیبہ کی ماں تھی۔ وہ ایک ایسی خاتون تھی جس کا مزاج تند و تیز تھا اور زبان درشت۔ اور مکہ بھر میں یہ بات مشہور تھی کہ گھر میں اس کے خاوند ابولہب کا نہیں بلکہ اسی کا راج چلتا ہے۔ بچے اس کے سامنے بے بس ہیں۔ وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے سنگدل' تندخو' بدمزاج اور لوگوں کو ایذا دینے میں اپنی مثال آپ تھی۔ پھر ستم یہ کہ ام جمیل سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہت حسد کرتی تھی۔ سیدہ خدیجہؓ شریف النفس' باکردار' عالی مرتبت اور پروقار شخصیت کی مالک تھیں' قریش اور مکہ کے دیگر قبائل میں انہیں کامل درجہ احترام حاصل تھا۔ یہ اسباب تھے جن کی بنا پر سیدہ کو یہ ڈر اور خوف تھا کہ ام جمیل اپنی زبان درازی سے ان کی معصوم بچیوں کو اذیت پہنچائے گی۔

یہ وہ اسباب تھے جو سیدہ خدیجہ کے لئے ان رشتوں کے معاملہ میں سوہان روح تھے۔ اس کے باوجود سیدہ خدیجہ نے ان رشتوں میں رکاوٹ نہ ڈال کر کہ انہیں محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت کا بے حد احساس تھا۔ بالخصوص اس لئے کہ آپ غار حرا کی تنہائیوں میں عبادت و بندگی میں مشغول تھے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ یہ بعثت نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ یعنی اس وقت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ اس وقت سیدہ رقیہؓ کی عمر آٹھ سال کی تھی۔

www.ahnafmedia.com

اس نکاح کے سال بھر بعد ہی اللہ تعالیٰ نے نبوت کا تاج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر رکھا۔

آپ نے کوہ صفا کی پہاڑیوں پر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا۔ آپ نے فرمایا۔

"لوگوں میں نے تمہارے درمیان اپنی زندگی بسر کی ہے۔ تم میری سابقہ زندگی دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں سچا ہوں یا جھوٹا' میری چالیس سالہ زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے درمیان بسر ہوا ہے۔ کیا تم کو میری صداقت اور امانت پر کچھ شک وشبہ ہے؟"

پھر آپ نے ان لوگوں سے فرمایا

"میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر کھڑا ہوا ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری اس بات کو سچ مان لو گے؟"

سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آج تک آپ کے منہ سے کوئی غلط بات نہیں سنی آپ تو صادق اور امین ہیں۔ اس لئے ہم تمہاری بات کو ضرور سچ مانیں گے۔

اس پر آپ نے مزید فرمایا

"میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ تمہاری موجودہ روش زندگی سے تم پر ایک سخت عذاب آنے والا ہے یوں سمجھو کہ وہ عذاب تمہارے سر پر کھڑا ہے۔"

یہ سن کر ابولہب نے نہایت حقارت سے کہا کیا تم نے اسی بات کے لئے ہم سب کو یہاں جمع کیا تھا۔ یہ ابولہب کی طرف سے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ابتداء تھی۔

## ابولہب کی جانب سے مخالفت کی انتہاء

ابولہب اگرچہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ مگر آپ کا سب سے بڑا دشمن بھی یہی تھا اور ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی ایذا رسانی میں اس سے کم نہ تھی۔ یہ جنگل سے کانٹے دار

www.ahnafmedia.com

لکڑیاں کاٹ کر رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بکھیر دیتی تھی۔ جب ان کے ظلم کی انتہا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب نازل فرمائی۔

تبت یدا ابی لھب و تب ○ ما اغنی عنہ مالہ وما کسب ○ سیصلی نارا ذات لھب ○ وامراتہ حمالۃ الحطب ○ فی جیدھا حبل من مسد ○

ترجمہ : ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اور وہ ہلاک ہوگیا اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔ وہ بھڑکتی آگ میں پڑے گا۔ اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

اس سورت کا نازل ہونا تھا کہ ان کا غم و غصہ انتہا کو پہنچ گیا۔

## عتبہ کی جانب سے سیدہ رقیہؓ کو طلاق

ابولہب نے اپنے بیٹے عتبہ کو بلایا اور حکم دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہؓ کو طلاق دے دو اگر تم نے طلاق نہ دی تو میں تم سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھوں گا۔ اور تمہارا چہرہ تک نہیں دیکھوں گا۔ عتبہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی۔ واضح رہے کہ یہ رشتہ صرف اسلام کے ساتھ دشمنی اور عداوت کی بنا پر منقطع کیا گیا تھا۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح تو کردیا تھا مگر رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔

اس معاملہ میں سیدہ رقیہؓ کا کوئی قصور نہ تھا ان کو تو محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہونے کی بنا پر اذیت پہنچائی گئی تھی۔ ابولہب کی جانب سے اپنے بیٹے عتبہ کو طلاق دینے کے لئے کہنا اور سیدہ رقیہؓ کو طلاق دلوانے کی وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذہنی صدمہ اور تکلیف پہنچانا مقصود تھا۔ کیونکہ بیٹی کی طلاق پر باپ کا غمزدہ ہونا ایک فطری امر ہے۔

اس طرح یہ رشتہ منقطع ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت ماب اور

www.ahnafmedia.com

شریف وپاک دامن بچیوں کو اس ظالم اور کافرانہ ماحول کے عملی تعلق سے پہلے ہی نجات دلادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں اب مطمئن بھی تھے کہ بیٹیاں بھیانک مستقبل سے محفوظ ہوگئیں اور ام جمیل کی ایذا رسانیوں اور شرارت سے بچ گئیں۔ چاروں بہنیں بہت خوش تھیں۔ سیدہ رقیہؓ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے دین کی دشمن خاتون سے نجات میسر آئی۔

## عتبہ کی ہلاکت

ایک روایت یہ بھی آئی ہے کہ جب عتبہ نے سیدہ رقیہؓ کو طلاق دی تو اس کے اس عمل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تکلیف پہنچی اور آپ نے عتبہ کے لئے بددعا فرمائی۔ اور فرمایا "یا اللہ! درندوں میں سے ایک درندہ عتبہ پر مسلط فرمادے جو اس کو چیر پھاڑ کر ڈالے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مقبول ہوئی۔ ایک موقع پر عتبہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جنگل میں تھا کہ ایک شیر آیا اس نے عتبہ بن ابی لہب کو پھاڑ کھایا۔ بعض راویان اس روایت سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

## سیدہ رقیہؓ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح

جب عتبہ نے سیدہ رقیہؓ کو طلاق دے دی تو اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی بیٹی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کردوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے ساتھ کردیا۔ اور یہ نکاح مکہ میں ہوا اور ساتھ ہی رخصتی بھی کردی گئی۔

www.ahnafmedia.com

سیدنا حضرت      رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو ایک صاحبزادی نکاح میں دے دی۔ اس صاحبزادی کے انتقال کے بعد اپنی دوسری صاحبزادی ان کے نکاح میں دے دی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے خواہش مند تھے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کردیا تو وہ اس سلسلے میں خاموش ہو رہے۔

ایک بات قابل ذکر ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی زاد بہن اروی کے لڑکے تھے۔ اروی کی ماں ام الحکیم بیضا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ دونوں عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ بنت عمرو بن عائذ مخزومیہ کے بطن سے تھے۔ آپ فطرتاً صالح، پارسا، دیانت دار اور راست باز انسان تھے۔ اور متمول اور مخیر بھی۔
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کے بعد دامادی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب حضرت عثمانؓ پر پڑی۔ چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بھی خواہش تھی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی فرزندی میں قبول فرمالیں۔ لہٰذا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رشتہ سیدہ رقیہؓ کے لئے کیا گیا تو آپ نے اس کو بخوشی منظور فرمالیا اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے نکاح میں دے دیا۔

## حضرت عثمانؓ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اگرچہ اسلام سے قبل کے زمانے ہی میں پرورش پائی مگر آپ ان منکرات اور فواحش سے ہمیشہ دور رہے جو زمانہ جاہلیت کا خاصہ تھیں۔
آپ نے کبھی شراب نہیں پی۔ کبھی جوا نہیں کھیلا۔ اپنے آبائی پیشہ تجارت میں مصروف رہے اور اپنی دیانت اور امانت داری کے باعث ممتاز تجار میں شمار ہونے لگے۔

www.ahnafmedia.com

# حضرت عثمانؓ کا قبول اسلام

حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کی خالہ حضرت سعدی بنت کریز ابتدائے بعثت ہی میں ایمان لے آئی تھیں ایک مرتبہ انہوں نے بھی حضرت عثمانؓ کو اسلام کی طرف ان الفاظ میں رغبت دلائی۔

عثمان ! اے عثمان ! اے عثمان! تم حسین و جمیل بھی ہو اور صاحب مال بھی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے پاس واضح دلیل ہے۔ انہیں حاکم اعلیٰ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ان پر فرقان نازل ہوا ہے تم ان کی اتباع کرو اور بتوں کے فریب میں نہ آؤ۔

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمانؓ سے ملاقات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"عثمان ! میں تمہارے سامنے جنت پیش کرتا ہوں۔ اگر تم چاہو تو اس کو قبول کرلو یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اور تم لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میرے پیچھے چلو گے تو فائدہ میں رہو گے اور انکار کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔"

حضرت عثمانؓ نے یہ سنا تو فوراً" کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے

یوں حضرت عثمانؓ آٹھویں مرد ہیں جن کو اولیت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام ایک بڑا واقعہ تھا ان کی شخصیت بہت بڑی تھی عرب دنیا میں انہیں بڑا احترام حاصل تھا۔ قریش کی تو آنکھ کا وہ تارا تھے۔ سیاسی فراست' مال و دولت اور وجاہت میں وہ بہت مضبوط تھے۔ پھر مالی اعتبار سے بہت بلند۔

اسلام ان کے آنے سے سرسبز ہوا اور مسلمان قوی ہوئے۔ بالخصوص انہوں نے دین کی مدد مسلمانوں کی نفع رسانی اور جہاد کی تیاری کے لئے جو بے پناہ مالی ایثار کیا اس سے اسلام اور مسلمانوں کو بے حد نفع پہنچا۔

آپؓ کے چچا نے آپ پر بے حد سختیاں کیں تو آپ کو قید میں ڈال دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے چچا

www.ahnafmedia.com

سے کہا کہ اے چچا!

خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور جس نے اپنی رحمت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا اور ہم میں بھیجا۔ آپ اگر میرا سر بھی کاٹ دیں تو میں اسلام کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا اور میرے بدن کے ہر ٹکڑے سے اسلام ہی کی صدا آئے گی۔

آپ کے چچا نے دیکھا کہ کوئی ظلم اور تشدد عثمانؓ کو اسلام کے راستہ سے نہیں ہٹا سکا تو انہوں نے آپ کو قید سے رہا کر دیا۔

## سیدہ رقیہؓ و سیدنا عثمانؓ بے مثال ازدواجی جوڑا

سیدہ رقیہؓ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بے مثال میاں بیوی تھے۔ قریش کی عورتیں ان کی محبت اور آپس میں حسن وسلوک کی مثالیں دیا کرتی تھیں۔

اور ان کے حسن و جمال کو مندرجہ ذیل الفاظ سے تعبیر کرتی تھیں۔

**احسن شخصین رای انسان**

**رقیۃ و بعلھا عثمان**

یعنی : انسانوں نے جو حسین ترین جوڑا دیکھا ہے وہ رقیہؓ اور ان کے خاوند عثمانؓ ہیں۔

سیدہ رقیہؓ کی تربیت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر اثر ہوئی تھی۔ آپؓ اسی لئے بہت بااخلاق خاتون تھیں۔ حضرت عثمانؓ اور سیدہ رقیہؓ کی عائلی زندگی بڑی خوشگوار تھی۔ اور دونوں میاں بیوی کی محبت بے مثال تھی۔ کبھی ان کے درمیان آپس میں رنجش پیدا نہیں ہوئی۔ ان کی باہمی محبت و الفت کے متعلق کہا جاتا ہے۔ **احسن الزوجین راھما الانسان رقیہ' و زوجھا عثمان** لوگوں کے نزدیک میاں بیوی کا بہترین جوڑا رقیہؓ و عثمانؓ ہیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضورؐ نے مجھے تھوڑا سا بھنا ہوا گوشت دیا کہ

www.ahnafmedia.com

حضرت رقیہؓ کے گھر دے آؤں جب میں آپ کے گھر گیا تو سیدہ رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ ایک ہی چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی اتنے مثالی تھے کہ میں کبھی ایک کی طرف دیکھتا کبھی دوسری کی طرف۔ میں نے واپس آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہ! تم نے میاں بیوی کا ایسا مثالی اور اچھا جوڑا کہیں دیکھا۔ میں نے عرض کیا آج تک نہیں دیکھا۔

## حضرت عثمانؓ کی حضورؐ سے محبت

ایک موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھجور اور گھی سے ایک عمدہ طعام تیار کیا جو کہ بہت لذیذ تھا۔ وہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی ارسال کیا۔ جس وقت یہ ہدیہ پہنچا آپ گھر پر نہیں تھے۔ آپ اس وقت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر قیام فرما تھے۔

جب آپؐ تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں وہ کھانا پیش کیا گیا جو آپ کے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ارسال کیا تھا آپ نے پوچھا کہ یہ ہدیہ کس نے ارسال کیا۔ اہل خانہ نے جواب دیا کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے آیا ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔ **الھم ان عثمانؓ یترضاک فارض عنہ** : اے اللہ! عثمانؓ تجھے راضی کرنا چاہتے ہیں تو بھی ان سے راضی ہو۔

## ہجرت حبشہ

یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا اور مسلمانوں کو مختلف مصائب اور تکالیف کا سامنا تھا۔ جب اس ظلم وجور کی انتہا ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ کہا جاتا ہے کہ گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ ان میں حضرت

www.ahnafmedia.com

عثمانؓ اور ان کی بیوی، دختر رسول سیدہ رقیہؓ بھی تھیں۔

یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی جو اہل اسلام کو پیش آئی:

اس کے بعد دوسرے قافلے بھی مختلف اوقات میں حبشہ کی طرف گئے۔

جب کفار مکہ کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان حبشہ کی جانب ہجرت کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنے سفیر شاہ حبشہ کے پاس بھیجا، یہ لوگ پہلے شاہ حبشہ کے وزراء اور مشیروں سے ملے اور ان کو تحائف و نذرانے پیش کئے۔ پھر ان کو ورغلایا کہ مکہ کے جو لوگ یہاں حبشہ میں آکر آباد ہوگئے ہیں۔ ہم ان کو واپس لینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے فتنہ اٹھایا ہے۔

آپ شاہ حبشہ سے ہماری سفارش کردیں۔

دوسرے دن یہ لوگ شاہ حبشہ سے ملے۔ اہل دربار نے بھی ان کے مطالبہ کی تائید کی۔ شاہ حبشہ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ تفصیل سے بتاؤ تم نے کونسا دین ایجاد کیا ہے۔

## شاہ حبشہ کے دربار میں حضرت جعفرؓ کی تقریر دل پذیر

مسلمانوں کے نمائندے کے طور پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا۔

اے شاہ حبشہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے اور نجاست میں آلودہ تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ فحش و لغو گفتگو کرتے تھے۔ پڑوسیوں کو ستاتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ ہم میں انسانیت کا کوئی نام و نشان بھی نہ تھا۔ کوئی قاعدہ، قانون اور انصاف نہ تھا۔ طاقت ور لوگ کمزوروں پر ظلم کرتے تھے۔ اس حالت میں خدا نے ہم میں ایک ایسے شخص کو پیدا کیا جس کی صداقت، امانت، دیانت، شرافت سے ہم سب بخوبی واقف تھے۔ اس نے ہمیں بتوں کو چھوڑ کر خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے کی دعوت دی۔ ہم ایمان لے آئے۔ کفر و شرک کو چھوڑا، تمام افعال باطلہ کو چھوڑا۔

www.ahnafmedia.com

یہ ہمارا جرم ہے۔ اس جرم میں ہماری قوم' ہمارے لوگ ہمارے دشمن ہوگئے۔ ہمیں طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ انتہائی مجبوری کے عالم میں ہم نے آپ کے ملک میں پناہ لی تو یہ لوگ یہاں بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اور ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ اسی ضلالت و معصیت اور گمراہی کے راستے پر آجائیں۔

اس تقریر دل پذیر سے تمام دربار پر سناٹے اور ہو کا عالم طاری تھا۔

شاہ حبشہ نے کہا کہ جو کلام تمہارے پیغمبر پر اترا ہے مجھے بھی سناؤ

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کی تلاوت کی۔ شاہ حبشہ پر ایسا اثر ہوا کہ اس کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ اس نے اپنے آنسو پونچھے' سر اٹھایا اور کہا۔

خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی شمع کی کرنیں ہیں۔

شاہ حبشہ نے کفار مکہ کو واپس کردیا۔ اور کہا میں ان مظلوموں کو واپس نہیں بھیجوں گا۔

اس طرح یہ سفیر حبشہ سے ناکام و نامراد واپس آئے۔

## سیدہ رقیہؓ کیلئے نبیؐ کی بے قراری و بے تابی

ہجرت حبشہ کے بعد کافی عرصہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی سیدہ رقیہؓ کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس وجہ سے آپؐ کو ان کے متعلق کافی پریشانی لاحق تھی۔ اور آپ اکثر مکہ سے باہر تشریف لے جاتے۔ جب بھی حبشہ کی طرف سے کوئی مسافر یا کوئی تجارتی قافلہ آتا آپ مہاجرین اور سیدہ رقیہؓ و حضرت عثمانؓ کے احوال کے متعلق دریافت فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حبشہ کی طرف سے آئی ۔ آپ نے اس سے ہجرت کرنے والوں کے حال احوال دریافت کیے۔ اس نے تمام کی خیر خیریت بتائی

اور پھر کہا۔ اے محمد! میں نے آپ کے داماد اور آپ کی دختر کو بھی دیکھا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے ان کو کیسی حالت پر دیکھا ہے تو اس نے ذکر کیا کہ

www.ahnafmedia.com

عثمانؓ اپنی بیوی کو ایک سواری پر سوار کئے ہوئے لے جا رہے تھے اور خود بھی سواری پر سوار تھے۔ تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب اور ساتھی ہو۔

## حبشہ سے مکہ واپسی

مہاجرین حبشہ میں کافی عرصہ گزار چکے تو اس امید پر واپس مکہ کی طرف روانہ ہوئے کہ شاید اب حالات کچھ بدل چکے ہوں۔ چنانچہ سیدہ رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ بھی واپس مکہ تشریف لے آئے۔ جہاں آکر دیکھا کہ مکہ کا حال پہلے سے بھی زیادہ خراب ہے۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات مزید تنگ کردیا گیا ہے۔ کفار اب پہلے سے بھی زیادہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کررہے ہیں۔

## عام الحزن

اس کے تھوڑے عرصہ بعد ہی حضرت ابو طالب کا انتقال ہوگیا اور کچھ عرصہ ہی گزرا کہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کا بھی وصال ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بے حد صدمہ تھا۔ اسی لئے آپ نے اس سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غم کا سال رکھ دیا۔

سیدہ خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بڑا مضبوط سہارا تھیں۔ ایک ایسی ڈھال جو ہر وار اپنے اوپر سہ لے اور یہ معاملہ نبوت سے پہلے تھا تو نبوت کے بعد پہلے سے کہیں بڑھ کر تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مضبوط قلعہ اور سچی مددگار تھیں۔ اسلام کے لئے ان کا سب کچھ نثار تھا۔ اور مسلمانوں کا غم ان کا اپنا غم تھا۔

ان کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گہرے غم کا شکار ہوگئے آپ نے محسوس کیا ایک ایسا وجود دنیا سے اٹھ گیا جو اسلام کے لئے مضبوط سہارا تھا۔ وہ اپنی ذات میں بطل الاسلام تھیں

www.ahnafmedia.com

اور پہلی ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا۔

## ہجرت مدینہ

کفار کا جورو ظلم بڑھتا جارہا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کے پاس ہجرت کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عثمانؓ اور سیدہ رقیہؓ بھی اسی قافلہ میں موجود تھے۔

سیدہ رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ دو ہجرتوں کے مہاجر ہیں۔ دوبارہ ہجرت کی فضیلت ایک بہت بڑا شرف ہے۔

ایک دفعہ مکہ سے حبشہ ہجرت کی اور دوسری دفعہ مکہ سے مدینہ ہجرت کی۔

## سیدہ رقیہؓ کی اپنے خاوند کی اطاعت و خدمت گزاری

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات اپنی صاجزادی سیدہ رقیہؓ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خیریت دریافت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاجزادی سیدہ رقیہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ اپنے شوہر نامدار حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے سر کو دھو رہی تھیں تو آپ کی اس خدمت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

اے بیٹی! اپنے شوہر عثمانؓ کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک رکھنا اور حسن معاملہ کے ساتھ زندگی بسر کرنا بے شک عثمانؓ میرے اصحاب میں سے اخلاقیات میں میرے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔

## سیدہ رقیہؓ کی بیماری

مدینہ میں اقامت کے دوران ۲ ھ میں غزوہ بدر پیش آیا۔ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.ahnafmedia.com

بھی شرکت فرمائی۔ آپ جہاد میں تشریف لے گئے تھے کہ اس دوران آپ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ بیمار ہو گئیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ خسرہ کی بیماری تھی۔ ادھر غزوہ بدر کی تیاری ہو رہی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دن رات تیمارداری میں مصروف رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرام کے ساتھ جہاد پر تشریف لے جانے لگے تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ رقیہؓ بیمار ہیں۔ آپ ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ ہی میں ٹھہریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کو بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کی ہدایت کی۔ حضرت عثمانؓ پر اس وقت عجیب و غریب کیفیت طاری تھی۔ ایک طرف فرض کی پکار تھی۔ جہاد فی سبیل اللہ کا مرحلہ تھا۔ اسلام کی بقا کا معاملہ تھا۔ دوسری طرف ان کی بیوی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں جو کہ بیمار تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں شرکت کے لئے حضرت عثمانؓ کا ذوق و شوق اور جذبہ دیکھا تو فرمایا اگر تم جہاد میں چلے گئے تو رقیہؓ کی تیمارداری کون کرے گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا سیدی! کیا میں جہاد کے شرف و فضل سے محروم رہ جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کرنے پر تم کو بدری صحابہ کے مساوی ہی اجر و ثواب ملے گا۔ حضور کے حکم پر حضرت عثمانؓ مدینہ میں ٹھہر گئے اور سیدہ رقیہؓ کی تیمارداری میں لگ گئے۔ علاج ہوا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔

## سیدہ رقیہؓ کی وفات

آخر کار وہ وقت آ گیا جب تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی سیدہ رقیہؓ بنت محمدؐ مرض الموت میں مبتلا ہو کر تیئس سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ حضرت رقیہؓ نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ مصائب و مشکلات میں حضرت عثمانؓ کا ساتھ دیا۔ ایسی رفیقہ حیات کی وفات کا صدمہ ایک فطری امر تھا۔

حضرت عثمانؓ نے نہایت حزن و ملال کے ساتھ سیدہ رقیہؓ کی تجہیز و تکفین کی۔

www.ahnafmedia.com

# حضور کو سیدہ رقیہؓ کی وفات کا صدمہ

حضرت عثمانؓ و دیگر اصحاب کرام جیسے ہی سیدہ رقیہؓ کی تدفین سے فارغ ہوئے۔ مجاہدین اسلام غزوہ بدر سے واپس ہوتے ہوئے فتح کا علم لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسے ہی اپنی پیاری بیٹی کی وفات کی خبر ملی۔ دل رنج و الم سے بھر گیا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ گھر جانے کے بجائے سیدہ رقیہؓ کی قبر پر تشریف لائے۔ آنکھوں سے آنسو ڈھلک کر دامن مبارک پر گر رہے تھے۔ قبر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ اے بابا کی جان! تو بھی ہمیں چھوڑ کر وہاں چلی گئی جہاں حضرت عثمانؓ بن مظعون گئے ہیں۔

(حضرت عثمانؓ بن مظعون ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ ہجرت حبشہ میں بھی شریک تھے۔ مدینہ میں مہاجرین میں یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے انتقال فرمایا۔

مہاجرین میں سے جنت البقیع میں دفن ہونے والے بھی یہی پہلے شخص ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمانؓ بن مظعون بہت عزیز تھے۔

ان کے انتقال پر رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم بہت مغموم ہوئے تھے اور اس غم میں آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کو بوسہ بھی دیا تھا۔

اسی بنیاد پر آپ نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کو اپنے سلف صالحین میں سے ذکر فرمایا ہے۔)

رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ جملہ نکلنا تھا کہ مجمع کی ہچکیاں بندھ گئیں پورے مدینہ پر رنج والم کی سوگوار فضا چھا گئی۔

عورتوں کی گریہ وزاری سن کر حضورؐ نے فرمایا۔

"اگر رنج و غم کا اظہار دل و آنسوؤں سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ زبان سے نوحہ کرنا یا واویلا کرنا' گریبان چاک کرنا جاہلیت کی علامات ہیں اور شیطانی فعل ہیں۔"

www.ahnafmedia.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مغموم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سیدہ رقیہؓ کا انتقال ان کی غیرموجودگی میں ہوا تھا۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کے جنازے یا تجہیز و تکفین میں شرکت نہیں فرما سکے تھے۔

## بڑی بہن کی وفات پر چھوٹی بہن کا گریہ

سیدہ فاطمہ الزہراؓ سیدہ رقیہؓ کی سب سے چھوٹی بہن تھیں۔ اس چھوٹی بہن کو اپنی بڑی بہن کی وفات کا اس قدر صدمہ تھا کہ جب وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ اپنی بہن کی قبر پر آئیں تو قبر سے لپٹ کر زار و قطار روتی جاتی تھیں اور بہن کو یاد کرتی جاتی تھیں۔ جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا کے آنسو اپنے ہاتھ اور چادر سے پونچھتے جاتے تھے اور صبر و سکون کی تلقین بھی کرتے جاتے تھے۔

## سیدہ رقیہؓ کی اولاد

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا۔ یہ ولادت حبشہ میں ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسے بہت تنومند اور خوبصورت تھے۔ عبداللہ کی عمر تقریباً" چھ برس کی تھی۔ ایک دن کھیل رہے تھے کہ مرغ نے آپ کی آنکھ پر چونچ مار دی جس سے آنکھ زخمی ہوگئی۔ اس زخم کی وجہ سے چہرہ پر ورم آگیا اور یہی تکلیف آپ کی موت کا باعث بنی۔

## نواسے کی وفات پر حضورؐ کا صدمہ

اپنے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غم زدہ ہوئے۔ اسی حالت میں آپ نے حضرت عبداللہ کو گود میں اٹھایا۔ آپ کی چشم

www.ahnafmedia.com

مبارک سے آنسو رواں تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے رحیم و شفیق بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ آپ نے خود نماز پڑھائی۔ تدفین کے لئے حضرت عثمانؓ قبر مبارک میں اترے اور تدفین عمل میں آئی۔

اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹی اور پھر نواسے کی وفات کا بے حد صدمہ تھا۔ لیکن اللہ کے پیارے رسول صبر و رضا اور تسلیم و وفا کا پیکر تھے۔ اس لئے ان واقعات کو اللہ کی رضا سمجھ کر برداشت کرلیا۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کافی دن تک اللہ کے رسولؐ غمگین رہے۔

www.ahnafmedia.com

# سیدہ ام کلثوم

## رضی اللہ تعالیٰ عنہا

www.ahnafmedia.com

## ولادت

سیدہ ام کلثومؓ بنت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ ان کا اسم مبارک ام کلثومؓ ہی ہے۔ اور اس کنیت سے مشہور ہیں۔ اور کوئی الگ نام نہیں۔ آپ اپنی بڑی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے پانچ سال چھوٹی تھیں۔

## سیدہ ام کلثومؓ کی پرورش اور تربیت

سیدہ ام کلثومؓ نے اپنی عظیم المرتبت والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور عالی مقام والد محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

**کانت ام العیال و بر البیت**

یعنی وہ بچوں کے لئے بہترین ماں اور گھر کے لئے بہترین منتظم ہیں۔

اور یہ اس عظیم المرتبت ماں کی تربیت کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدہ ام کلثومؓ کو ان تمام اوصاف سے نوازا تھا جو عورتوں کے لئے ضروری ہیں۔ سیدہ نہایت خوش بیان اور پاکیزہ طبیعت کی مالک تھیں۔

## سیدہ ام کلثومؓ اور بعیت نبوی

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر دو سال کی تھی۔ بیعت نبوی کے موقع پر سیدہ ام کلثومؓ نے بھی اپنی دیگر بہنوں اور والدہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بیعت کی۔ اور ہجرت تک مکہ ہی میں قیام پذیر رہیں۔

## سیدہ ام کلثومؓ کا پہلا نکاح

www.ahnafmedia.com

اعلان نبوت سے پہلے اس دور کے دستور کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح اپنے چچا ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کردیا تھا (اور سیدہ رقیہ کا نکاح عتبہ کے ساتھ کیا تھا)

لیکن اسلام کی آواز بلند ہوئی۔ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔ شرک و بدعت کی مذمت شروع ہوئی توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل آپ کے سخت مخالف ہوگئے۔ ابولہب آپ کا سگا چچا تھا مگر اس نے رشتہ داری اور لحاظ و مروت کو بالائے طاق رکھ کر آپ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ لھب نازل فرمائی۔ جس میں ابو لھب اور اس کی بیوی کا نام لے کر صراحت کے ساتھ ان کی مذمت کی گئی۔ اس پر اس کا غصہ اور بھڑک اٹھا اور ام جمیل ہاتھ میں کنکریاں لے کر آپ کو مارنے کے لئے چڑھ دوڑی۔ نیز اس نے بدلہ لینے کی خاطر اپنے دونوں لڑکوں سے کہہ کر نبی علیہ لصلوۃ والسلام کی صاحبزادیوں کو طلاق دلوادی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کی صاحبزادی پر کرم فرمایا کہ اللہ کے دشمن عتیبہ بن ابی لھب نے ان کو طلاق دے دی۔ اور وہ اپنی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنھا کی طرح تلخ زندگی بسر کرنے سے بچ گئیں۔

ابولہب کو یہ سب کچھ بہت برا لگا۔ اس نے اپنے بیٹے عتیبہ سے کہا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی ام کلثومؓ کو طلاق دے دو۔

بڑے بھائی عتبہ نے سیدہ رقیہ کو طلاق دے دی تھی۔ مگر چھوٹے بھائی عتیبہ نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ ام کلثومؓ کی شان میں گستاخی بھی کی۔ جس کی وجہ سے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد تکلیف ہوئی۔ اور آپ نے عتیبہ کے حق میں بددعا فرمائی۔ حضور نے فرمایا۔

**اللھم سلط علی عتیبہ کلبا من کلابک**

اے اللہ! عتیبہ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادے۔

## عتیبہ کی جانب سے سیدہ ام کلثومؓ کو طلاق

عتیبہ کا باپ ابو لہب جو کہ رشتہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ مگر آپ کا سب سے بڑا دشمن بھی یہی تھا اور اللہ کے رسول کو تکلیف اور ایذا رسانی کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔

اس نے اس موقع کو بھی غنیمت جانا اور اپنے بیٹے عتیبہ کو بلایا اور کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثومؓ کو طلاق دے دو۔

چنانچہ عتیبہ نے سیدہ ام کلثومؓ کو طلاق دے دی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ سب بہت تکلیف دہ تھا۔

اور یہ سب کچھ ابولہب کے ایما پر ہو رہا تھا۔

ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھاتی تھی۔ ادھر مظالم کی انتہا ہو رہی تھی۔ ادھر اللہ کے رسولؐ دین کی تبلیغ میں مصروف تھے۔

## اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء

سید رقیہ اور سیدہ ام کلثومؓ کا عتبہ اور عتیبہ سے نکاح صرف انتساب نکاح تھا۔ رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی کہ طلاق ہوگئی۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء یہی تھی کہ یہ معصوم نیک اور پاک باز و پاک دامن بیبیاں، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور باعث تخلیق کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ان ناپاک مشرکین کے گھر نہ جائیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں نے یہ صدمات دین کی خاطر برداشت کئے۔ اور وہ اجر و ثواب کی مستحق قرار پائیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے بڑے بلند مراتب ہیں۔

## شعب ابی طالب میں محصور ہونا

www.ahnafmedia.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان جب مجبوراً" مکہ کو چھوڑ کر شعب ابی طالب میں گئے تو بنی ہاشم نے بھی قرابت داری کی بنا پر حضور کا ساتھ دیا۔

اس قافلہ میں سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور ان کی صاحبزادیاں بھی تھیں۔

بڑھاپے کی کمزوری اور مصائب کی شدت سے ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا کی زندگی دو بھر ہوگئی اور انہیں یقین ہو چلا کہ اب میرا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ وہ صرف زوج کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سہارے جی رہی تھیں اور اپنی کنواری بیٹیوں کی خاطر جینا چاہتی تھیں۔

ایک رات وہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھا کے پاس سو رہی تھیں کہ انہوں نے زیرلب اپنے آپ سے کہا۔ اے کاش اجل مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں اس مصیبت سے نجات پاکر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلوں اور پھر عالم عقبیٰ کو روانہ ہو جاؤں۔ سیدہ ام کلثومؓ نے جن کی آنکھ کھل گئی تھی یہ سن کر کہا اے امی جان! آپ کوئی خوف و تردد نہ کریں۔ انہوں نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھا کی دل جمعی کی خاطر بات بدل کر کہا ہاں بیٹی! مجھے کوئی دکھ نہیں۔ قریش کی کسی عورت نے مجھ جیسے عیش و عشرت اور فراوانی کے دن نہیں دیکھے۔ اور نہ دنیا کی کسی عورت نے مجھ جیسی عزت پائی ہے۔ دنیا میں میرے لئے بس یہی کافی ہے کہ میں اللہ کے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں اور آخرت میں بھی میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائی ہوں اور یہ کہ میں ام المومنین ہوں اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنھا کے آنسو نکل آئے اور کہا۔ اے اللہ! میں تیری رضا پر راضی ہوں اور تیری ملاقات سے گریز نہیں کرتی لیکن میں چاہتی ہوں کہ تیرے احسانوں کی شکرگزار ہو کر تیرے دربار میں پہنچوں۔

شعب ابی طالب میں بچے بھی محصور تھے۔ ان میں سیدہ ام کلثومؓ بھی اپنی بہنوں کے ہمراہ تھیں۔ یہ معصوم شہزادیاں بھوک و پیاس سے آہ وزاری کرتیں تو آسمان کا کلیجہ بھی پھٹنے لگتا تھا۔

تاجدار دو عالم ان بچوں کی بے بسی دیکھ کر خاموش رہ جاتے۔

آخر کار تین سال بعد اس بائیکاٹ کا خاتمہ ہوا۔

www.ahnafmedia.com

## حضرت ابو طالب کا کردار

ایک طرف تو حضور کے چچا ابولہب نے اپنے بھتیجے اور ان کے پیروکاروں کا جینا حرام کیا ہوا تھا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذارسانی اور تکلیف و عتاب کا کوئی موقع خواہ وہ ذہنی ہو یا جسمانی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ تو دوسری طرف حضرت ابو طالب تھے۔ اگرچہ وہ اپنے آبائی دین پر قائم تھے مگر اپنے بھتیجے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح دلداری فرماتے تھے۔

شعب ابی طالب میں بھی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قید رہے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان معصوم بچیوں کی دیکھ بھال کرتے رہے۔

شعب ابی طالب میں محصور رہنے کے علاوہ بھی ہر مقام و منزل پر حضرت ابو طالب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون رہے۔

لیکن ان کے کفر پر قائم رہنے کا اللہ کے رسول کو بڑا قلق تھا۔

## مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم خداوندی سے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ تو اس سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے رفیق سفر تھے۔

شروع میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر پر قیام تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہل خانہ اس وقت تک مکہ میں مقیم تھے کچھ عرصہ بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو بھی یہاں بلا لیا جائے۔

ابو رافع اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو آپ نے مکہ بھیجا۔ سواریاں بھی ہمراہ بھیجیں اور زاد سفر بھی دیا۔

www.ahnafmedia.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو خط لکھا کہ وہ بھی اپنے اہل خانہ اسی پاک قافلہ کے ساتھ بھیج دے۔

یہ دونوں خاندان ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے۔ جس وقت یہ قافلہ مدینہ پہنچا سرکار مدینہ منورہ اس وقت مسجد نبوی کی تعمیر میں مصروف تھے۔

اس قافلے میں سیدہ ام کلثومؓ بھی تھیں۔

## سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح

ایک موقع پر مولائے کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ماانا ازوج بناتی ولکن اللہ تعالیٰ یزوجھن

"یعنی میں اپنی صاجزادیوں کو اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ نہیں بیاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے نکاح کے فیصلے ہوتے ہیں۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ سیدہ زینبؓ کا نکاح حضرت ابوالعاصؓ سے ' سیدہ رقیہؓ و سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ' اور سیدۃ نساء اھل الجنتہ سیدہ فاطمتہ الزہراؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے بحکم خداوندی ہوا تھا۔

سیدہ رقیہ کے انتقال کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہت غمگین رہتے تھے۔ ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو مغموم دیکھ کر پوچھا کہ اے عثمان! تم نے اپنی یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔

حضرت عثمان نے فرمایا۔ سرکار! مجھ سے زیادہ غم زدہ اور کون ہو سکتا ہے۔ آپ کی لخت جگر رحلت فرما چکی ہیں۔ سیدہ رقیہؓ کی وفات کے بعد میرا رشتہ خاندان نبوت سے منقطع ہو چکا ہے۔

ام عیاشؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں دینے کا ارادہ کرلیا ہے اور یہ حکم مجھے بذریعہ وحی

میرے رب نے دیا ہے۔

جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عثمانؓ سے کہا۔

اے عثمان! حضرت جبرائیل مجھ کو خبر دے کر گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ام کلثومؓ کا عقد آپ کے ساتھ کردوں اور جو مہر سیدہ رقیہؓ کے لئے مقرر ہوا تھا وہی مہر سیدہ ام کلثومؓ کا بھی ہو۔

چنانچہ سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوگیا۔

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اپنی بیٹی حفصہ کے متعلق عرض کیا کہ ان کے ساتھ عقد فرمالیں۔ حضرت حفصہ بیوہ تھیں ان کا نکاح خنیس بن حذافہ کے ساتھ ہوا تھا۔ انہوں نے بھی حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی ہجرت سے واپسی پر بدر واحد میں شریک ہوئے۔ احد میں زخمی ہوئے اور وفات پائی۔ حضرت عمرؓ کو اپنی بیوہ بیٹی کا بڑا صدمہ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اس عقد کے لئے فوری کوئی حامی نہیں بھری۔ انہوں نے اس واقعہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا۔

حضور نے فرمایا

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ حفصہ کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمانؓ سے بہتر ہے۔ اور عثمانؓ کی شادی حفصہؓ سے بہتر عورت سے ہوگی۔"

چنانچہ حضرت حفصہؓ کی شادی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگئی اور حضرت عثمانؓ کی شادی سیدہ ام کلثومؓ سے ہوگئی۔

سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ربیع الاول سنہ ۳ھ میں ہوا۔ اسی سال رخصتی عمل میں آئی۔

سیدہ ام کلثومؓ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان سے ہوگئی۔ پہلی شب ان کے آنسو ہی نہ تھمتے تھے۔ انہیں اپنی پیاری بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بہت یاد آرہی تھیں۔ آج گھر میں خوشیوں کی

www.ahnafmedia.com

گھڑیاں تھیں۔ چار سو گیت اور خوشی کے ترانے تھے لیکن بہن کی یاد میں شادی کی خوشی سے گیتوں کی جگہ غم اور کرب کی کیفیت تھی۔ یہ وجہ بھی تھی کہ جب کسی لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے تو اسے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے شوہر کا گھر آباد کرنے جانا پڑتا ہے اور یہ صورت حال کے لحاظ سے انتہائی رنج و غم اور افسردگی کا موقع ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے اپنے پیدائش کے مقام' بچپن' جوانی کے قیام' ماں باپ اور خوشی و مسرت سے گزارے ہوئے ماحول کو خیرباد کہہ کر بالکل ایک نئے ماحول کا رخ کرنا پڑتا ہے جہاں نئے ماحول میں نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔ وہ اپنی فطری حیا کے باعث اپنی پریشانی اور تکالیف کو چھپا کر رکھتی ہے۔ وہ اپنے آنسو خاموشی سے بہاتی ہے کہ مبادا اس کو کوئی روتا ہوا نہ دیکھ لے۔ سیدہ ام کلثومؓ بھی ایسی ہی لڑکی تھیں جو اپنے بابا جان کا گھر چھوڑ کر جا رہی تھیں۔ لہٰذا ان کے آنسو ایک فطری امر تھا۔

یہی حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی تھا۔ انہیں بھی سیدہ رقیہؓ یاد آ رہی تھیں۔ وہ رقیہؓ جنہوں نے ان کے ساتھ دو مرتبہ ہجرت کی سختیاں برداشت کیں۔ اور سفر کی صعوبتیں اور پریشانیاں جھیلیں۔

بہرطور ام کلثومؓ بھی سیدہ رقیہؓ سے کم نہ تھیں۔ اپنے بابا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ مرحومہ بہن کی ہو بہو تصویر حسن و جمال میں چاند کا ٹکڑا۔

## ذوالنورینؓ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے محمد الرسول اللہ اور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں۔ اس لئے بارگاہ رسالت سے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والے کا خطاب ملا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک حضرت عثمانؓ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے ہاں کسی نبی کی دو بیٹیاں نکاح میں آئی ہوں۔

www.ahnafmedia.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت بلند اخلاق کے مالک تھے۔ شریف اور حلیم الطبع تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے نہایت مخلصانہ قرابت داری تھی۔
اسی لئے آپؐ نے یکے بعد دیگرے اپنی دو شاہزادیاں ان کے نکاح میں دے دیں۔

## حضرت عثمانؓ کا بلند مرتبہ

ایک مرتبہ سیدہ ام کلثومؓ نے اپنے اباجان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نظر میں ان کے شوہر حضرت عثمانؓ کا کیا مقام ہے۔
حضورؐ نے ارشاد فرمایا
"اے میری بیٹی! تیرا شوہر عثمان ان لوگوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثومؓ کو ہمیشہ خوش رکھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ایک بیش قیمت چادر دیکھی جو ریشم کی دھاریوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضرت ام کلثومؓ کا لباس انتہائی عمدہ ہوتا تھا کیونکہ سیدنا عثمان غنی ضی اللہ عنہ ایک متمول فرد تھے۔ اور اس نسبت سے سیدہ ام کلثومؓ بیش قیمت کپڑے استعمال فرماتی تھیں۔
سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرماتیں
"میں نے اپنے بابا سے سنا ہے کہ آپ جنت کے مقربین میں سے ہیں۔ سب سے زیادہ قرب خداوندی کے مستحق لوگوں میں آپ بھی شامل ہیں اور فرشتے آپ کے وقار و تواضع اور خشیت الٰہی کے سبب آپ سے شرماتے ہیں۔ نیز بے پناہ مال خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اور مسلمان بھی آپ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔"
حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ سیدہ ام کلثومؓ کی باتیں سن کر اپنا چہرہ زمین پر گاڑ لیا کرتے تھے۔ اس کا سبب ان کا طبعی حیا اور تواضع تھا۔ پھر زاہدوں اور صالحین کی یہی عادت بھی ہے کہ اپنی تعریف پر اتراتے

نہیں ہیں بلکہ عاجزی اور منکسرالمزاجی ان کا خاصہ ہوتی ہے۔

پھر سیدہ ارشاد فرماتیں

"میں نے اپنے بابا کے مقربین اصحاب کرامؓ سے سنا ہے کہ آپؓ ہی تھے جنہوں نے "بئررومہ" خرید کر مسلمانوں اور تمام اہل مدینہ کے لئے وقف کردیا اور لوگوں کو پیاس کی موت مرنے سے بچالیا۔ اور آپ نے اپنی جیب خاص سے ایک قطعہ زمین خرید کر مسلمانوں کو ہدیہ کردیا۔ جس سے انہوں نے مسجد نبوی سے توسیع کی اور آپ نے اپنے تجارتی قافلہ کو جو شام سے واپس آیا۔ بغیر کسی معاوضہ و صلہ کے اہل مدینہ کے لئے وقف کردیا۔

اور آپ ہی نے روم کی عظیم سلطنت کے مقابل جانے والے لشکر کو تنگی کا شکار ہونے سے بچانے کے لئے ہر طرح کے ضروری سازو سامان سے آراستہ کردیا۔

عثمان! میرے شوہرنامدار' آپ کے لئے صد ہزار مبارک' جو آپ نے آگے بھیجا اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا۔

## قابل رشک ازدواجی زندگی

سیدہ ام کلثومؓ کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار تھی سیدہؓ خود بھی نیک سیرت اور مہذب خاتون تھیں۔ آپ تقریبا" چھ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر رہیں۔ محبت و الفت اور باہمی ازدواجی ہم آہنگی کا یہ عالم تھا کہ کبھی رنجش پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدہ ام کلثومؓ نے اپنے بابا جان سے سوال کیا۔ اے بابا جان! میرے شوہر عثمان زیادہ اچھے ہیں یا میری بہن فاطمہؓ کے شوہر علیؓ؟

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تمہارے شوہر! کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں مزید فرمایا کہ جب جنت میں مجھے سیر کرائی گئی تو وہاں مجھے عثمان کا مکان بھی دکھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے تمام دامادوں میں ان کا مکان سب

www.ahnafmedia.com

سے بلند و بالا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ازواج کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا کیونکہ ان کے سامنے اللہ کے رسولؐ کا اسوہ حسنہ موجود تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ جب بعض شوہروں نے اپنی بیویوں کو تنگ کیا اور مارا پیٹا تو انہوں نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے شوہروں کی شکایت کی تو اللہ کے رسولؐ نے ان کو اس ظالمانہ طرز عمل سے روکا اور عورتوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنے کی تلقین کی۔

اللہ کے رسول نے فرمایا:

''یاد رکھو! اپنی بیویوں کو ستانے والے لوگ اچھے آدمی نہیں ہیں۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

''تم میں اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے اچھا ہو اور تم سب سے زیادہ میں اپنی بیویوں کے لئے اچھا ہوں۔''

یہ ہیں ہمارے نبیؐ کی تعلیمات

حقیقت تو یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے تمام دامادوں نے نبیؐ کے اسوہ حسنہ پر چل کر دکھایا اور کبھی اپنی ازواج یعنی اللہ کے رسولؐ کی صاحبزادیوں پر کوئی جبر اور تشدد نہیں کیا۔

## سیدہ ام کلثومؓ کی وفات

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ۸ ھ میں انتقال ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تیسری صاحبزادی بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ جس وقت سیدہ ام کلثومؓ کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر صرف بائیس سال کی تھی۔ سیدہ ام کلثومؓ کے انتقال کے بعد ان کے غسل و کفن دفن کے تمام انتظامات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

www.ahnafmedia.com

زیرِ نگرانی طے پائے۔

ام عطیہ انصاریہ فرماتی ہیں غسل کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ بیری کے پتوں سے پانچ یا سات مرتبہ غسل دلائیں۔ اس کے بعد آخر میں کافوری خوشبو لگائیں اور جب غسل سے فارغ ہوں تو مجھ کو اطلاع دیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے ہمیں کفن کے کپڑے دیئے۔ پہلے چادر پھر قمیض پھر اوڑھنی۔ اس کے بعد ایک چادر پھر آخر میں بڑی چادر جس سے تمام جسم لپیٹ دیا گیا۔

## سیدہ ام کلثومؓ کی نماز جنازہ

جب سیدہ ام کلثومؓ کا غسل اور کفن مکمل ہو چکا تو ان کی نماز جنازہ کے لئے ان کے اباجان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ ساتھ تشریف لائے۔ آپ اس وقت رنج و غم سے نڈھال تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کی اقتدا میں نماز جنازہ میں شرکت کی۔

## سیدہ ام کلثومؓ کی تدفین

نماز جنازہ کے بعد سیدہ ام کلثومؓ کی تدفین کے لئے ان کو جنت البقیع میں لایا گیا۔ اس وقت قبر مبارک تیار ہو رہی تھی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے قریب بیٹھ گئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت طلحہ، حضرت علی، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے میت کو قبر میں اتارنے میں معاونت کی۔

اس طرح سیدہ ام کلثومؓ کی تدفین عمل میں آئی۔ رضی اللہ تعالی عنہا

www.ahnafmedia.com

## سیدہ ام کلثومؓ کی وفات کا حضورؐ کو صدمہ

سیدہ ام کلثومؓ کی وفات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد صدمہ تھا۔ کفن دیئے جاتے وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جب جنازہ کو نماز کے لئے لے جایا گیا اس وقت بھی میرے مولیٰ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ قبر کی تیاری کے وقت جب محبوب کائناتؐ قبر کے قریب بیٹھے تھے اس وقت بھی رنج والم چہرہ انور پر نمایاں تھے۔ میں نے دیکھا کہ فرط غم سے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں تھے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی صاحبزادیوں سے بے انتہا شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ صرف محبت ہی نہیں بلکہ احترام واکرام بھی فرماتے۔ حضور کی تین صاحبزادیاں ان کی حیات مبارکہ میں اس دارفانی سے رخصت ہوئیں تو ان کی وفات و تدفین کے مواقع پر باعث تخلیق کائنات کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ دل فرط غم سے بھر گیا۔ یہ تھی اللہ کے نبی کی اپنی صاحبزادیوں سے محبت اور حسن سلوک۔

## حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیوں رنجیدہ تھے؟

پیغمبر علیہ الصلوۃ والتسلیم اپنی صاحبزادیوں سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنی تین صاحبزادیوں کو اپنے ہاتھوں ان کی لحد مبارک میں اتارا۔

اور اپنی صاحبزادیوں کو یوں اللہ کے سپرد کرتے ہوئے اللہ کے نبی کا دل شق ہوجاتا تھا۔ یہی وہ نبی ہے جو اپنی صاحبزادیوں کی آمد کے وقت ان کے احترام میں کھڑا ہوجاتا تھا۔ ان کی گردن اور دست مبارک پر بوسہ دیتا تھا۔ ان کے لئے اپنی کملی بچھادیتا تھا۔

لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس طرز عمل سے لوگوں کو ایک بات اور ایک خاص نکتہ سمجھانا چاہتے ہیں۔ اسلام کے نظریہ کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

فکری اساس اور ثقافتی انقلاب کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔

آپؐ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

لڑکی ایسی چیز نہیں جس کو زندہ دفن کردیا جائے۔

دیکھو میں اپنی صاحبزادیوں کے ہاتھوں کا بوسہ لیتا ہوں۔ ان کو اپنی مسند پر بٹھاتا ہوں۔ میں ان کا بے حد احترام اور عزت کرتا ہوں۔

دوسرے انسانوں کی طرح عورت بھی ایک انسان ہے۔ خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ خدا کا عطیہ ہے۔

## سیدہ ام کلثومؓ کی وفات کا حضرت عثمانؓ کو صدمہ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کا بے حد صدمہ تھا۔ آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کا اندازہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔

"اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔"

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں اور وہ یکے بعد دیگرے فوت ہوتی جاتیں تو میں ان کو عثمان کے نکاح میں دیتا جاتا۔"

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اب میرے پاس کوئی بیٹی نہیں ورنہ میں مزید عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔ میں نے اپنی جن دو بیٹیوں کا نکاح عثمان سے کیا تھا۔ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کیا تھا۔"

### اولاد

سیدہ ام کلثومؓ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ سیدہ ام کلثومؓ تقریباً" چھ سال حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ کے ہاں رہیں۔ اور زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی خوش گوار رہے مگر اللہ کی مصلحت کہ حضرت ام کلثومؓ سے حضرت عثمانؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

www.ahnafmedia.com

# سیدہ فاطمہ الزہرا

## سیدۃ نساء اھل الجنتہ

www.ahnafmedia.com

## ولادت

جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے متولد ہوئیں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی تھی۔
ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خوشخبری بھجوائی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بطن سے ہمیں ایک ایسی بیٹی عطا کرے گا جس کے ذریعہ ہماری نسل آگے چلے گی۔
سیدہ فاطمہ الزہراؓ کی ولادت اس خوشخبری کے بعد وجود میں آئی۔

## سیدہ فاطمہ الزہراء کے القاب

زہراء اور بتول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے القاب ہیں۔
زہرا اس لئے کہ ان کا چہرہ بہت سفید تھا جس سے انوار ٹپکتے تھے۔ وہ نماز ادا فرماتیں تو ان کے چہرے کے نور سے محراب روشن ہوجاتی۔ اور دائیں بائیں کا ماحول روشن ہوجاتا اور بتول اس لئے کہ وہ عورتوں کے زیادہ اختلاط سے دور رہتیں اور ان کے شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت' نماز اور قرات میں گزرتے تھے۔
سیدہ کی کنیت ام الحسنین ہے۔ سیدۃ نساء اہل لجنتہ یعنی جنتی خواتین کی سردار آپ کا خصوصی لقب ہے۔

## سید فاطمہ الزہراؓ کا بچپن

سیدہ فاطمہؓ اپنے تمام بھائی اور بہنوں میں سب سے چھوٹی تھیں۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے زیر سایہ تربیت اور پرورش پائی اللہ تعالیٰ نے

آپ کو نہایت صالح طبیعت اور خصوصی وقار سے سرفراز فرمایا تھا۔

ابھی آپ پانچ سال ہی کی تھیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ اور آپ ماں کی شفقت سے محروم ہو گئیں۔

سیدہ خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خصوصی تربیت فرمائی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ سیدہ فاطمتہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسوہ محمدی کا کامل اور مکمل نمونہ تھیں۔ آپ کی چال ڈھال۔ گفتگو وغیرہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی۔

حدیث میں آتا ہے کہ سیدہ فاطمتہ الزہراؓ جب چلتی تھیں تو آپ کی چال ڈھال میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اٹھنے بیٹھنے' نشست و برخاست اور عادات و اطوار میں حضرت فاطمہؓ سے زیادہ مشابہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طور طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کی گفتار اور رفتار اپنے والد ماجد محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ملتی جلتی تھی۔

سیدہ فاطمہ بچپن ہی سے حلیم الطبع اور تنہائی پسند تھیں۔ اپنے بچپن میں بھی بچوں کی طرح انہوں نے کبھی ضد نہیں کی۔ سیدہ خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد زیادہ تر اپنا وقت اپنی بڑی بہنوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے ساتھ گزارتی تھیں۔ یہ صاحب فضیلت بہنیں بھی اپنی چھوٹی بہن سیدہ فاطمہ الزہراؓ کے ساتھ بہت شفقت فرماتی تھیں۔

سیدہ کریم الاخلاق تھیں۔ شریف النفس' بات کی سچی' مسکینوں پر مہربان' اپنے پاس موجود ہر چیز سائلوں کو بخش دینے والی۔ خواہ خود بھوکا رہنا پڑے۔ دنیا کی مرغوبات اور اس کے مال و اسباب سے مطلقاً لاتعلق۔ ان کا دل اپنے پروردگار کی محبت میں ڈوبا رہوا تھا۔

www.ahnafmedia.com

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کے حوالے سے ارشاد فرماتی تھیں۔

"میں نے بابا سے سنا۔ بابا فرماتے تھے کہ میرے پروردگار نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو بطحا مکہ کو سونے میں بدل دوں میں نے عرض کیا نہیں میرے اللہ ! میری خواہش یہ ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کرکھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں جس دن بھوکا رہوں تجھے یاد کروں تیری بارگاہ میں تضرع کروں۔ جس دن پیٹ بھر کر کھاؤں تیری حمد و ثنا بیان کروں۔"

اس لئے انہوں نے اپنے بابا کی تعلیمات کے مطابق زاہدانہ زندگی گزاری۔

دنیا اس کی مرغوبات اور اسکی پسندیدہ چیزوں سے دور دور۔ سیدہ نے اپنے بابا سے فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانائی کو وراثت کے طور پر پایا۔

وہ پس پردہ لوگوں سے خطاب کرتیں اور دینی تعلیمات کا درس دیتیں تو لوگ شدید آہ و بکاء کرتے۔ بات کرتیں تو دل دہل جاتے۔ جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے دل پسیج جاتے۔ مالک کی نعمتوں کا عرفان انہیں خوب حاصل تھا۔ اور فضل الٰہی پر شکر میں ان کا رواں رواں ڈوبا رہتا تھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے بڑی صاحب فہم و فراست تھیں۔ ایک دن انہوں نے اپنی والدہ مکرمہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ امی جان ! اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو ہمیں ہر سمت نظر آتی ہیں کیا ہم کو اللہ کا دیدار بھی عطا ہو گا۔ ام المومنین حضرت خدیجہ نے فرمایا جب ہم اللہ اور اس کے پاک پیغمبر پر ایمان لائیں گے۔ اچھے عمل کریں گے۔ اللہ کے بندوں سے اچھا سلوک روا رکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو صحیح طور پر مانیں گے تو یقیناً روز محشر ہم کو دیدار خداوندی عطا ہو گا۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی تربیت

سیدہ فاطمہؓ ابھی پانچ سال ہی کی تھیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا۔ یہ سیدہ کے

www.ahnafmedia.com

لئے عظیم صدمہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ کی تعلیم و تربیت اور پرورش اس انداز سے کی جو آئندہ آنے والی تمام عورتوں کے لئے نمونہ بنی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت سودہؓ حضرت ام یمن نے بھی آپ کی تربیت اور پرورش میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے علاوہ آپ کی بہنوں سیدہ زینب' سیدہ رقیہ' سیدہ ام کلثوم رضوان اللہ علیھن بھی سیدہ فاطمہ کی ہمہ وقت دل جوئی فرماتی تھیں۔

سیدنا امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا کا ارشاد ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ عقد فرمایا تو سیدہ فاطمہؓ کو میرے سپرد کیا تاکہ ان کی تربیت میں اپنا کردار ادا کروں۔ وہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم میں نے ان سے آداب و معاشرت سیکھی۔ حضرت ام سلمہؓ کے علاوہ سیدہ فاطمہؓ کی تربیت میں فاطمہ بنت اسد نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ جن کی وفات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں۔

## رسول اللہؐ کی خدمت

سیدہ فاطمہؓ بچپن ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خدمت گزار تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ قریش کے چند بدمعاشوں نے شرارت کی غرض سے اونٹ کی اوجڑی لاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال دی اور خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ کسی نے سیدنا فاطمہؓ کو بتایا وہ دوڑی دوڑی آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اس اوجڑی کو اتار کر پھینکا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سرکار نے ان بدمعاشوں کے لئے بددعا فرمائی' جو قبول ہوئی۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ کسی بدبخت نے مکان کی چھت پر سے آپ کے سر مبارک پر گندگی پھینک دی۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لائے۔

www.ahnafmedia.com

سیدہ فاطمہؓ نے یہ حالت دیکھی تو رونے لگیں۔ آپ نے سر مبارک اور کپڑوں کو دھویا۔ اور فرمایا بابا جان! آپ لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں سیدھا راستہ بتاتے ہیں اور لوگ آپ کو ستاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹی! تیرا باپ جو پیغام لے کر اٹھا ہے وہ اس پیغام کو ہر کچے پکے مکان تک پہنچا کر ہی دم لے گا اللہ تعالیٰ تیرے باپ کا محافظ ہے۔

جب آپ مسجد حرام تشریف لے جاتے تو راستہ میں ہر شخص آپؐ کا مذاق اڑاتا اور آپ کی تکذیب کرتا یہ سب کچھ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ آپ کے پیچھے پیچھے اپنی آنکھوں سے دیکھتی جاتیں اور کڑھتی جاتیں۔

اپنے والد محترم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درجہ خدمت کی کہ خود سے بے نیاز ہوگئیں اور یہی ان کا مشن تھا۔ حتیٰ کہ مکہ میں ان کا نام پڑگیا۔ فاطمہ۔ جو اپنے باپ کی ماں کے مثل ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے عظیم باپ کے لئے اسی طرح کردار ادا کررہی تھیں جس طرح ماں اپنے بچے کے لئے کرتی ہے اور وفادار بیٹی کا کردار بھی۔

جس طرح سیدہ فاطمہ نے اپنے سکون اور آرام کو اپنے والد ماجد کے لئے قربان کردیا تھا اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی اس بیٹی کو اس طرح چاہتے تھے کہ کوئی کیا چاہے گا۔ اسی لئے تو آپ نے فرمایا تھا۔

"فاطمہ کی ناراضگی میں میرے اللہ کی ناراضگی ہے اور اس کی رضا میں میرے مالک کی رضا ہے اور یہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس کی خوشی میں میری خوشی اس کی ناراضگی میں میری ناراضگی۔"

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نہ صرف عمومی حالات میں بلکہ جنگوں اور سخت ترین حالات میں بھی نہایت دلیری اور ثابت قدمی سے اللہ کے رسول کی حفاظت کرتی رہیں اور ان کا دفاع کرتی رہیں۔

جنگ احد میں اللہ کے پاک پیغمبر محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے

www.ahnafmedia.com

تھے۔ جبین مبارک بھی زخمی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میدان جنگ ہی میں تھے۔
سیدہ فاطمہ الزہراء فوراً احد پہنچیں۔ اپنے بابا جان کے چہرے کو پانی سے دھویا۔ خون صاف کیا۔
پیشانی سے اب بھی خون بہہ رہا تھا اس لئے راکھ کا ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ اپنے بابا جان اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر رکھی۔ جس سے خون بند ہو گیا۔
جنگ خندق میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے چند روز
سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس لئے ان کو روٹی کے کچھ ٹکڑے فراہم کئے۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا۔ ان کے نہانے' دھونے کے لئے پانی فراہم
کیا تاکہ اللہ کے رسول اپنے بدن سے سفر کی گرد و غبار دور کر کے اور کپڑے بدل کر مسجد الحرام کی
طرف جا سکیں۔

## مدینہ کی طرف ہجرت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو ہم کو اور اپنی بیٹیوں کو مکہ ہی میں چھوڑ گئے تھے۔ پھر کچھ مدت بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل و عیال اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل و
عیال کو مدینہ منورہ بلانے کا انتظام کیا۔ آپ نے حضرت زید کو مدینہ بھیجا تاکہ آپ سیدہ ام کلثومؓ
سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اور دیگر اہل بیت کو لے کر مدینہ آئیں۔ حضرت زید کے ہمراہ حضرت رافع بھی
تھے۔

یہ حضرات اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مدینہ آئے۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی شادی

تمام اہل بیت کے مدینہ آجانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا

www.ahnafmedia.com

رضی اللہ عنہا کی شادی کی طرف توجہ فرمائی۔ بعض روایات میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہر کے لئے کوئی چیز ہے تو حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ ہے سرکار! ایک زرہ اور ایک سواری ہے۔ حضرت علیؓ نے ان چیزوں کو چارسو درہم میں فروخت کردیا اور اس سے بعض اشیاء خریدیں۔

عروہ ابن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کا نام پیش کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ میں فاطمہ کا نکاح کس سے کروں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیگر اکابر صحابہ کرام کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ نے آمد کا مقصد بیان فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بیٹی! علی تمہاری خواہش لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ اس وقت قرآن کریم کی تلاوت فرمارہی تھیں۔ اپنے اباجان سرکار مدینہ منورہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ سن کر شرم وحیا کے باعث خاموش ہوگئیں اور سر جھکالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاموشی کو رضامندی خیال کیا۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا جہیز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! بازار جائیے۔ کپڑا اور گھر کی ضرورت کی چیزیں لے آئیے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ساتھ لیا اور بازار چلے گئے۔ اور ضرورت کی تمام چیزیں باہم مشورہ

www.ahnafmedia.com

سے خریدیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جب میں سیدہ فاطمہؓ کا جہیز لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سامان کو ملاحظہ فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پھر فرمایا "الٰہی! اس قوم میں برکت عطا فرما جس کا بیشتر سامان مٹی کا ہو۔"

سیدہ فاطمہ الزہراؓ کو جو جہیز دیا گیا اس کی تفصیل یہ ہے ایک بڑی چادر' ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھرے ہوئی تھی۔ ایک پیالہ' ایک مشکیزہ' دو گھڑے۔

## مسلمان خواتین کے لئے سبق

غور فرمایئے یہ کس کی بیٹی کی شادی ہے؟ یہ دوعالم کے سردار و سرکار محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی شادی ہے۔ یہ کس کی شادی ہے؟ یہ جنتی خواتین کی سردار و سرتاج سیدہ فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی ہے اور اس کے انتظامات کتنے سادہ ہیں۔ کسی قسم کے تکلفات اور زیب و زینت کی چیزیں نظر نہیں آرہی ہیں۔ یہ جہیز کا سامان گھر کی اہم ضروریات کے پیش نظر تھا۔ آج کل کی مروجہ رسم جہیز کی طرح نہیں آج کے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس شادی اور جہیز کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنائیں اور مسلمان خواتین کو چاہئے کہ وہ سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ کے نقش قدم پر چلیں۔

دنیاوی مادیت کو پوجنے والے وہ افراد جو دنیا کی رنگینیوں میں گم اور اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ وہ گھر کی ساری عظمتیں' عزتیں اور برکتیں پر تکلف اور کمر توڑ رسومات میں دیکھتے ہیں۔ انہیں اس تاریخ ساز شادی سے عبرت حاصل کرنا اور سبق سیکھنا چاہئے۔ اور اسلام کی اعلیٰ اور کردار ساز تعلیمات کو اپنانا چاہئے۔

یہ عظیم الشان اور ملکوتی شادی اس سادگی سے ہوئی جس کا سننا آج بھی لوگوں کے لئے تعجب خیز ہے۔

## سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ کے نکاح کے گواہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراؓ اور سیدنا علیؓ کے نکاح کا خطبہ خود پڑھا اور خطبہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا۔ انی اشھد کم انی تزوجت فاطمۃؓ من علیؓ

"یعنی بے شک میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سیدہ فاطمہ کا نکاح سیدنا علی سے کردیا۔"

نکاح سے فراغت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ تو ان دونوں کو ایک دوسرے کی قلبی محبت عطا فرما۔ انہیں اپنی برکتوں سے نواز دے اور انہیں پاکیزہ اولاد عطا فرما۔"

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی غمگینی

نکاح کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے۔ تو دیکھا فاطمہؓ غمگین ہیں۔ آپؐ نے سید فاطمہؓ سے فرمایا۔ فاطمتہ! اللہ غنی وانتم الفقراء

"فاطمہ اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔"

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اس لئے غمگین تھیں کہ اس مبارک ساعت میں ان کی والدہ ماجدہ ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا موجود نہیں تھیں۔ ان کی بڑی بہنیں سیدہ زینبؓ سیدہ رقیہؓ سیدہ ام کلثومؓ بھی وفات پا چکی تھیں۔ جو ان سے بہت محبت کرتی تھیں۔ ایسے مواقع پر اپنے پیاروں کی یاد آنا ایک فطری امر ہے۔

یہی حال سیدہ فاطمۃ الزہراء کا تھا وہ بھی اس موقع پر اپنی اماں جان اور بہنوں کا یاد کر کے غم زدہ ہو گئی تھیں۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی رخصتی

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ام ایمن کے ساتھ حضرت علی کے در دولت پر

روانہ کیا۔ ام ایمن کی معیت میں سیدہ فاطمہ الزہراءؓ پیدل چل کر تشریف لے گئیں۔ رخصتی کے وقت سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ کی عمر (ایک قول کے مطابق) اٹھارہ سال کی تھی۔

جب کہ حضرت علی کی عمر اکیس سال تھی۔ اس بارے میں بعض دیگر اقوال بھی درج ہیں مگر زیادہ رائج یہی ہے۔

رخصتی کے سلسلہ میں دوسری روایت یہ ہے

کہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کا نکاح ہوئے سات ماہ گزر چکے تھے مگر رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فطری شرم حیا کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصتی کے متعلق کچھ عرض نہ کرسکے۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصتی کے متعلق عرض کیا جائے؟ حضرت علی نے رضامندی ظاہر کردی۔

پھر سیدنا علیؓ اور سیدنا عقیل رضی اللہ عنھما حضرت ام ایمن کے پاس تشریف لائے اور مدعا بیان کیا۔ ام ایمن نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں امھات المومنین سے مشورہ ضروری ہے۔ یہ دونوں اسی وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف لے گئے۔ اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں موجود تھے۔ حضرت ام ایمن نے گفتگو میں سیدہ خدیجتہ رضی اللہ عنھا کا ذکر کیا تو نبیؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر حضرت ام ایمن نے فرمایا کہ حضرت علیؓ سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ کی رخصتی کی خواہش لے کر آئے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے مجھ سے ذکر کیوں نہیں کیا۔ حضرت علی نے فرمایا سیدی! شرم وحیا کے باعث آپ سے یہ بات نہ کرسکا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ سیدہ فاطمتہ الزہراؓ کو رخصتی کے لئے تیار کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہؓ سے فرمایا کہ بی بی فاطمہؓ کو میرے پاس لاؤ۔ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنھا اپنے بابا جان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے

www.ahnafmedia.com

گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علیؓ! تم کو نبی کی بیٹی مبارک ہو۔ پھر سیدہ فاطمہ الزہراءؓ سے فرمایا کہ فاطمہؓ! تیرا شوہر بڑا نیک اور اچھا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمۃ الزہراءؓ کا ہاتھ سیدنا علیؓ کے ہاتھوں میں دے دیا اور دونوں کو رخصت کرنے کے لئے دروازے تک تشریف لائے۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ایسے وقت میں عورت کو کسی عمر رسیدہ خاتون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر مناسب سمجھیں تو مجھے سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر ان کو سیدہ فاطمۃ الزہراء کے ہمراہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور حضرت اسماءؓ کے حق میں دعا فرمائی۔

## سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کا گھر

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مکان مسجد نبوی سے بہت دور تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں آنے جانے میں کافی دقت ہوتی تھی۔ ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارا گھر میرے گھر کے قریب ہونا چاہئے۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا ایک مکان مسجد نبوی کے قریب تھا۔ انہوں نے وہ مکان سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ اب اس مکان کو ٹھیک کرنے کا مرحلہ آیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کو درست کیا جائے۔ چنانچہ اس کی مرمت کا کام شروع ہوا۔ وادی بطحا سے اچھی قسم کی مٹی منگوائی گئی۔ مکان کی دیواروں کو لیپا پوتا گیا۔ مکان کے ایک کونے میں کپڑے اور مشکیزہ وغیرہ لٹکانے کے لئے لکڑیاں لگائیں گئیں۔ اس طرح اس مکان کو درست حالت میں لایا گیا۔ اس مکان کی تیاری میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدہ ام سلمہؓ اور بعض دیگر اکابر صحابیات نے خصوصی طور پر حصہ لیا۔

اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہراءؓ اس گھر میں منتقل ہو گئے۔ سیدہ فاطمۃ

www.ahnafmedia.com

الزہراءؓ گھر کا سارا کام اپنے ہاتھوں سے خود کرتی تھیں۔ روٹی پکاتیں تھیں' پانی بھرتی تھیں اور گھر کی صفائی خود کرتی تھیں۔

سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہا کثرت سے عبادت کرتی تھیں۔ اس کے باوجود گھر کے تمام کام خود ہی کرتی تھیں۔

## غزوہ احد میں سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ کی شرکت

غزوہ احد بڑا شدید معرکہ تھا۔ بعض جنگی حکمت عملی کو بروقت نہ سمجھنے کی باعث اس غزوہ میں مسلمانوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ غزوہ احد میں سیدہ فاطمتہ الزہراء نے دیگر خواتین اسلام کے ساتھ شرکت کی۔ اس غزوہ میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے اور بدن بھی زخمی تھا۔ سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ نے اپنے باباجان کو اس حال میں دیکھا تو دوڑی دوڑی آئیں۔ زخم صاف کیے۔ پانی پلایا اور ٹاٹ کا ٹکڑا جلاکر زخموں پر لگایا۔ تو خون رک گیا۔

## سیدہ فاطمتہ الزہراء کا زہد و تقویٰ اور عبادت

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنھا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیدہ فاطمہؓ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنھما کو پنکھا کر رہی تھیں اور ذکر و اذکار میں بھی مصروف تھیں۔

ایک مرتبہ یونہی دل میں خیال پیدا ہوا کہ نہ ہمارے پاس کھانے کو روٹی ہے اور نہ اچھا کپڑا ہے۔ انہیں خیالات میں تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے پوچھا فاطمہؓ !کیا سوچ رہی تھیں۔ آپ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دیا۔

آپ نے یہ سن کر کہا فاطمہؓ! ذرا اپنا مصلی تو اٹھاؤ۔ سیدہ فاطمہؓ نے مصلی اٹھایا تو دیکھا نیچے سونے

www.ahnafmedia.com

چاندی کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

بیٹی فاطمہؓ! اگر دنیا لینی ہے تو جس قدر چاہو لے لو مگر پھر آخرت نہیں ملے گی۔ بیٹی تم تو جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ نماز کی اتنی پابند تھیں کہ شدید بیماری کی حالت میں بھی ایک نماز نہ چھوڑی۔

ایک بار سیدہؓ نے اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا موٹا کپڑا پہنا ہوا تھا۔

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔ بیٹی! دنیا کی تکلیف اور تنگی پر صبر کرو قیامت میں تمام نعمتیں تمہارے ہی حصہ میں آئیں گی۔"

## تسبیح فاطمۃ الزہراءؓ

مدینہ منورہ میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو معلوم ہوا آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائی تھیں۔ آپ خود سیدہ فاطمہؓ کے گھر حاضر ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بیٹی فاطمہؓ! آپ میرے پاس آئی تھیں لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔

میری بیٹی! کیا بات تھی اب اپنے بابا جان سے کہو۔ سیدہ فاطمہؓ حیاء کے باعث خاموش رہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا۔ سرکار! میں عرض کرتا ہوں۔ فاطمہؓ گھر کا کام خود کرتی ہیں۔ مشکیزہ میں پانی بھر کر لاتی ہیں۔ چکی پیستی ہیں تو ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ آپ کی خدمت میں کچھ خدام آئے ہیں اگر ایک خدمت گار عنایت فرما دیں تو عنایت ہوگی۔

آپؐ نے فرمایا بیٹی! تیرا باپ ابھی اصحاب صفہ کی ذمہ داریوں سے فارغ نہیں ہوا تم کو اپنا کام خو کرنا چاہیے۔ تم تو جنتی عورتوں کی سردار ہو میں تم کو ایک وظیفہ بتاتا ہوں تم اس کو پڑھ لیا کرو۔

**سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار۔**

اللہ کے رسول کے یہ الفاظ سن کر سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ نے پھر کبھی اس خواہش کا اظہار نہیں کیا۔

www.ahnafmedia.com

## حضورؐ کی سیدہ فاطمہ سے محبت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام صاحبزادیوں سے بہت شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجتہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد تو آپ سیدہؓ کی طرف، خصوصی توجہ کرتے تاکہ اپنی اس چھوٹی بیٹی کو اپنی اماں جان اور بہنوں کی یاد نہ ستائے اور وہ غم زدہ نہ ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ جب اپنے بابا جان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتی تھیں تو اللہ کے رسول کھڑے ہوجاتے تھے اور پیار کے لئے ہاتھ تھامتے اور بوسہ دیتے اور اپنے مقام پر بیٹھنے کے لئے کہتے۔

اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سیدہ فاطمہؓ کے ہاں جاتے آپ احتراماً کھڑی ہوجاتی تھیں آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی نشست پر بٹھاتی تھیں۔

## حضورؐ کی سیدہ فاطمہ الزہراءؓ سے گفتگو

سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے تشریف لائیں۔ اللہ کے رسول نے اپنی پیاری بیٹی کو اپنے پاس بٹھالیا اور آپ کے ایک کان میں سرگوشی کی تو آپ رونے لگیں۔ پھر دوسرے کان میں سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ بعد میں سیدہ فاطمتہ الزہراءؓ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کانوں میں کیا بات کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ آکر مجھ سے قرآن سنتے اور مجھے سناتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنا اور دو مرتبہ سنایا۔ میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت اب قریب ہے۔ اے بیٹی فاطمہ! اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا اللہ کی شکر گزار رہنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں۔ یہ سن کر میں گھبرا گئی اور رونے لگی۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کان میں مجھ سے فرمایا

www.ahnafmedia.com

اے فاطمہؓ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ یہ سن کر میں خوش ہو گئی۔

## اولاد سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا کے بطن مبارک سے پانچ اولادیں ہوئیں۔ جن میں تین صاحبزادگان اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اولاد نرینہ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ' سیدنا حسین رضی اللہ اور سیدنا محسن رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا محسن رضی اللہ عنہ صغر سنی ہی میں رحلت فرماگئے تھے۔

لڑکیوں میں سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ زینبؓ تھیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا نے اپنی بچیوں کے نام اپنی بہنوں کے نام پر رکھے تھے۔ یہ ان کی اپنی بہنوں سے گہری محبت کی دلیل ہے۔

## سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ سن ۶ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنھا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے تو آپ فوراً سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ سیدنا حسنؓ کے کان میں اذان دی اور ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بڑی شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کو کاندھے پر بٹھا کر لے جا رہے تھے۔ ایک شخص نے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ کتنی اچھی سواری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ سوار بھی تو کتنا اچھا ہے۔ آپ کے بچپن ہی میں پہلے آپ کے نانا جان حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ آپ کے سر پر سے اٹھ گیا اور کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنھا بھی اس دنیا سے رحلت فرماگئیں۔ تو آپ کی تمام تر تعلیم و تربیت اور پرورش آپ کے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ' سیدنا عمر فاروقؓ' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنھم بھی حضرت حسنؓ سے

www.ahnafmedia.com

بڑی محبت اور شفقت فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ سرور کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اتحاد کرائے گا۔"

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے سن ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

## سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ حضرت امام حسنؓ سے چھوٹے تھے۔ جب آپ متولد ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسینؓ رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کے نانا اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رحلت فرماگئے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پرورش کی۔ علم و حلم اور زہد و تقویٰ سے آراستہ کیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں جب ایران فتح ہوا اور ایران کی شہزادی شہربانو دربار خلافت میں آئیں تو حضرت عمرفاروق رضی اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہربانو کا نکاح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کردیا۔

دور یزید میں کربلا کا دردانگیز معرکہ بپا ہوا جس میں آپ شہید ہوگئے۔ آپ نے اپنا پاک' طیب و طاہر خون دے کر یہ ثابت کردیا کہ ریاستی جبرادر طاقت کے ذریعہ زبردستی اطاعت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

آپؓ کی شہادت پر حضرت زین العابدینؓ اور آپ کی بہن سیدہ ام کلثومؓ نے عورتوں اور مردوں کو بین کرتے دیکھا تو اس غیر شرعی کام سے منع کردیا۔

www.ahnafmedia.com

## سیدہ زینبؓ بنت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ

سیدہ زینبؓ اپنے بھائی سیدنا امام حسینؓ سے چھوٹی تھیں۔ آپ کا نکاح حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کے ساتھ ہوا۔

آپ کے فرزند سیدنا حضرت محمد اور سیدنا حضرت عونؓ بھی کربلا کے میدان میں اپنے ماموں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

## سیدہ ام کلثومؓ بنت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ

سیدہ ام کلثومؓ سیدہ زینبؓ سے چھوٹی تھیں۔ روایت کے مطابق آپ کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی اپنی بہنوں سے محبت

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کو اپنی بہنوں سے بہت محبت تھی۔ اور اسی محبت کے باعث آپ نے اپنی صاحبزادیوں کے نام اپنی بہنوں کے نام پر رکھے۔ محبت کا اس سے زیادہ بڑا کوئی اور ثبوت نہیں ہو سکتا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنی ماؤں یعنی ازواج مطہرات سے بھی بہت محبت تھی۔ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ فاطمہؓ کو بے حد عزیز رکھتی تھیں۔ ان کی دل جوئی کرتی تھیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حرکات و سکنات میں سیدہ فاطمہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ پایا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کو کس سے سب سے زیادہ محبت تھی تو آپ نے

www.ahnafmedia.com

فرمایا کہ سیدہ فاطمہؓ سے۔ پھر پوچھا گیا کہ فاطمہ کے بعد کس سے محبت تھی تو آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنی وفات سے دو دن قبل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا کہ اگر میں نے کبھی کوئی ایسی بات یا کلمہ کہا ہو جو آپ کو ناگوار گزرا ہو تو مجھ کو معاف فرمادیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور سیدہ فاطمہؓ کو گلے لگالیا اور فرمایا نہیں فاطمہؓ نہیں تم نے کبھی بھی مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے ناراضگی کا اشارہ بھی ملتا ہو میں تم سے کہتی ہوں کہ

اگر میں نے تم سے کوئی ایسی بات کی ہو تو تم مجھ کو معاف کردو۔

اللہ اللہ! کیا مقام ہے ان پاکیزہ روحوں کا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ

"خدا کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنے رشتہ داروں کی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضرات حسنین کریمینؓ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد جب مسجد سے باہر نکلے تو راستہ میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ نے فوراً ان کو کاندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تو نبی کے مشابہ ہیں۔

خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ "اے رسول کی بیٹی! کائنات میں مجھے کوئی شخص تمہارے والد ماجد سے زیادہ عزیز نہیں اور ان کے بعد عزت و احترام میں کوئی بھی تم سے زیادہ نہیں۔

www.ahnafmedia.com

# اللہ کے رسولؐ کی اپنے نواسوں سے محبت

اپنے دیگر نواسوں اور نواسیوں کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے بھی بے حد پیار تھا۔

ایک مرتبہ آپؐ اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما سو رہے تھے۔

سیدنا امام حسن جو ابھی چھوٹے بچے ہی تھے دودھ کے لئے رو رہے تھے۔ حضور علیہ لصلوۃ والسلام نے خود بکری کا دودھ نکالا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو پلایا۔

اسی طرح ایک مرتبہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے تو سیدہ فاطمۃ الزھراءؓ کے گھر کے قریب سے آپ کا گزر ہوا۔

اندر سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی رونے کی آواز آ رہی تھی۔

اگرچہ آپ اس وقت کسی اہم کام سے جا رہے تھے اور جلدی میں تھے لیکن پلٹ کر گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا۔

اے فاطمہؓ! کیا تم نہیں جانتی ہو کہ حسینؓ کے رونے سے مجھے دکھ ہوتا ہے۔"

ابو فاختہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو پیاس لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اٹھ کر ان کے لئے پانی لائے۔

حضرت حسینؓ نے اس پانی کو (جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے) مانگنا شروع کر دیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "پہلے آپ کے بھائی حسنؓ نے پانی مانگا ہے لہٰذا پہلے حسنؓ پیئیں گے پھر آپ۔"

سیدہ فاطمہ الزھراءؓ قریب ہی تشریف فرما تھیں انہوں نے عرض کیا بابا جان! کیا آپ حسینؓ کے مقابلہ میں حسنؓ کو زیادہ پسند فرماتے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا۔

www.ahnafmedia.com

"میرے لئے دونوں یکساں ہیں" چونکہ حسنؓ نے پانی کی فرمائش پہلے کی تھی اس لئے میں نے پہلے انہیں دیا۔

ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ مسجد کے صحن میں سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے آ رہے ہیں اور جلد از جلد اپنے نانا جان تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ قدم لڑکھڑا رہے ہیں خطرہ ہے کہ کہیں گر نہ جائیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے سرخ جوڑا پہنے بڑے پیارے لگ رہے ہیں۔ ننھی ننھی ٹانگیں لرز رہی ہیں مگر وہ نانا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اللہ کے رسولؐ کچھ دیر تو دیکھتے رہے مگر پھر ضبط نہ کر سکے۔ ممبر سے اترے، نواسوں کو آغوش میں لیا اور لے جاکر اپنے سامنے بٹھالیا۔ آپؐ اکثر فرمایا کرتے حسینؓ میرا ہے اور میں حسینؓ کا۔ اللہ اس سے محبت رکھے جو میرے حسین سے محبت رکھتا ہے۔

ایک مرتبہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نانا جان کے پیروں پر پیر کئے کھڑے تھے۔ آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے اور کہا کہ اوپر چڑھ آؤ۔ وہ دونوں اوپر چڑھتے چڑھتے نانا جان کے سینہ مبارک پر آگئے۔ وہ سینہ جس میں پوری انسانیت کا درد تھا۔

نانا جان نے پیار سے نواسوں کا منہ چوما اور پروردگار سے التجا کی

میرے مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔

مکہ کے دولت مند سردار اقرع بن حابس اللہ کے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنے نواسوں کو پیار کر رہے تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا۔ ارے! اتنی عظیم ہستی بچوں سے اس طرح پیار کر رہی ہے۔

## سیدہ فاطمہ الزہراءؓ اور سیدنا علیؓ کے باہمی روابط

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بے حد احترام کرتے تھے اور سیدہ فاطمہؓ

www.ahnafmedia.com

بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت اخلاق اور مروت کے ساتھ سلوک فرماتی تھیں۔

دراصل یہ جوڑا کائنات کا ایک ایسا حسین ترین اور خوش قسمتی جوڑا تھا جس پر قیامت تک آنے والے لوگ رشک کرسکتے ہیں اور ان کے انداز سے زندگی بسر کرنا فخر کے قابل سمجھ سکتے ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزھراؓ کی وفات کے بعد کسی نے سیدنا علیؓ سے پوچھا کہ

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کیسی بیوی ثابت ہوئی تھی۔ آپؓ نے فرمایا۔

"فاطمہ وہ پھول تھیں جس کی خوشبو مرجھانے کے بعد بھی میرے دل و دماغ کو معطر کررہی ہے۔"

## ایک قابل ذکر نکتہ

بعض مورخین نے اپنی کتب میں سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے مابین بعض مناقشات اور مختلف اوقات میں جھگڑے کا تذکرہ کیا ہے۔

علماء حق کے نزدیک یہ تمام الزامات لغو اور بے بنیاد ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا دونوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی۔

دونوں کی کامیاب اور بے مثل ازدواجی زندگی مسلمانوں کے لئے قابل اتباع اور کامل نمونہ ہے۔

دونوں شخصیات نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست اکتساب فیض کیا تھا۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ بعض اوقات بشری تقاضوں کے تحت باہم کسی بات پر اختلاف رائے ہو ہی جاتا ہے۔ لیکن اس کو جھگڑے یا مناقشہ کا نام نہیں دیا جاسکتا۔ ان حضرات کی تو پوری زندگی ہمارے لئے کامل نمونہ ہے۔

سیدہ فاطمہؓ کی پوری زندگی مسلمان خواتین کے لئے مشعل راہ اور اسوہ حسنہ ہے۔

سیدہؓ کا زہد و تقویٰ، سیدہ کا رہن سہن، غرضیکہ پوری زندگی کو ہم اپنے لئے قابل اتباع سمجھتے ہیں۔

لہٰذا ایسی پاک روحیں جن کی حیات ہمارے لئے کامل نمونہ ہے ان کے متعلق ایسا سوچنا بھی ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

www.ahnafmedia.com

## سیدہ فاطمتہ الزہراؓ کی علالت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نے سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا تھا اور آپ کی صحت بہت تیزی سے گرنے لگی۔ آپ حضورؐ کی وفات کے بعد اکثر مغموم رہتی تھیں۔ زیادہ وقت عبادت میں صرف کرنے لگیں۔

آپ کی تیمارداری اور خدمت کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اسماء بنت عمیس تشریف لاتی تھیں۔ اسماء بنت عمیس نے سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہ کی بڑی خدمت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی سیدہ فاطمتہ الزہراء کی بڑی دل جوئی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ملنے گئے۔ تو سیدہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بشارت سنائی۔

سیدہ فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بشارت دی تھی کہ میرے وصال کے بعد تم اہل بیت میں سے پہلی شخصیت ہو گی جو مجھ سے آکر ملو گی۔"

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کی علالت کا سن کر بے چین رہتے تھے لیکن سیدہ سے اپنے اباجان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کا غم برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ سیدہ اکثر روضہ رسول پر تشریف لے جاتیں۔ سلام پیش کرتیں اور گھنٹوں وہاں بیٹھ کر آنسو بہاتی تھیں۔

اللہ کے رسول کی ایک قمیض گھر میں موجود تھی۔ اس کو ہاتھوں میں لے کر روتیں۔ اس کو پیار کرتیں اور آنکھوں سے لگاتی تھیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے۔ اور صبر کی تلقین فرمانے لگے۔ دوران گفتگو سیدہ نے پوچھا کہ "آپ نے اللہ کے

رسول کو دفن کرنا اور ان پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا کیا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام نمازیں مسجد نبوی میں ادا کرتے تھے۔ ایک دن نماز کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علیؓ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا کی مزاج پرسی کی۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تسلی دی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے بابا جان کی وفات کے بعد مسلسل غم کا شکار تھیں۔ ان کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ فرماتی ہیں۔ بابا جان کی وفات کے چند دن بعد ایک روز میں بہت روئی۔ پھر نماز پڑھی اور سو گئی۔ خواب میں فرشتے نظر آئے۔ گویا مجھے آسمان کی طرف اڑا کر لے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک عجیب و غریب جگہ پہنچ گئی۔ رنگا رنگ محلات، حوریں اور غلمان۔ میں نے پوچھا یہ محلات کس کے ہیں۔ انہوں نے بتایا آپ کے بابا جان اور دوسرے انبیاء اور صدیقین کے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بابا جان نور کے تخت پر براجمان ہیں۔ مجھے پہلو میں بٹھالیا سر پر بوسہ دیا اور فرمایا۔

اس سفید محل کو دیکھو۔ کشادہ باغ بھی ہیں۔ میں نے دیکھ کر پوچھا۔

بابا جان! یہ کس کے ہیں فرمایا تمہارے، تمہارے شوہر اور تمہارے بچوں کے لئے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور بس اب تو پیارے بابا جان سے ملاقات کی خواہش اور تمنا مجھ پر سوار تھی۔

## سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات

ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہرا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج رات میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری حالت بہت خراب ہے۔ آپ سے جدائی کا زمانہ نہایت تکلیف دہ ہے۔ پھر اللہ کے رسول نے فرمایا۔

فاطمہ! میں تمہیں لینے آیا ہوں بچوں اور شوہر کو اللہ کے حوالے کردو اور میرے ساتھ جنت کی سیر

www.ahnafmedia.com

کرو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ پاس ہی جنتی لوگوں کے سردار حضرات حسنین کریمین رضے اللہ عنہما کھڑے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدۃ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ابھی تک اللہ کے رسول کی وفات کا غم تازہ ہے۔ آپ یہ کیسی باتیں کررہی ہیں۔ پھر آپ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ بچوں! جاؤ اور نانا جان کو سلام پیش کرو۔ دونوں شہزادے مزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے سلام پیش کیا اور فوراً ہی واپس تشریف لے آئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جلد واپس آنے کی وجہ پوچھی تو شہزادوں نے فرمایا

ابا جان! جب ہم نانا جان کو سلام پیش کرکے فارغ ہوئے تو قبر مبارک میں سے آواز آئی۔

میرے بچوں! واپس جاؤ تمہاری ماں کی وفات کا وقت قریب ہے جاؤ اپنی پیاری ماں اور میری پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرأ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرلو لہٰذا ہم دونوں واپس آگئے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے دونوں شہزادوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو پاس بلایا۔ پیار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرمادیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا فاطمہ! تم دنیا کی نیک عورتوں میں سے ایک ہو میں تم سے خوش ہوں۔ اگر میری طرف سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو مجھے معاف کردو پھر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میرے بچوں کا خیال رکھنا یہ ابھی چھوٹے ہیں ان کی غلطی کو نظرانداز کردینا۔ میری تدفین رات میں کرنا اور جنازہ پر بھی پردہ کرنا۔ جنت البقیع میں دفن کرنا اور میری بھانجی امامہ بنت زینب سے نکاح کرلینا۔ اب ان بچوں کو میرے بابا جان کے مزار پر لے جاؤ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہا بچوں کو لے کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر لے گئے' سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ نے سفید کپڑے زیب تن فرمائے۔ وضو کیا پھر نماز ادا کی۔ حضرت اسماء

www.ahnafmedia.com

رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔ ان سے فرمایا کہ مجھے انہی کپڑوں میں غسل دینا۔ تھوڑی دیر بعد مغرب اور عشاء کے درمیان بعمر انتیس سال وفات پائی۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا غسل

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا میری وفات کے بعد مجھے غسل دیں چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے غسل کا انتظام کیا۔ اور غسل دیا۔ دیگر صحابیات مثلاً حضرت ام سلمٰی اور ام ایمن وغیرہ نے اس کام میں حضرت اسماء کی معاونت کی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سارے انتظام کی نگرانی کی۔

## سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی نماز جنازہ

غسل و تکفین کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ کا مرحلہ آیا۔ تمام کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور فرمایا اے علی! آگے تشریف لے آئیں اور نماز جنازہ پڑھائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

کہ آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی موجودگی میں میں نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپ ہی کا حق ہے۔ آپ آگے بڑھیں اور نماز جنازہ کی امامت فرمائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ تمام صحابہ کرام نے آپ کی امامت میں نماز ادا کی۔

www.ahnafmedia.com

# سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی تدفین

سیدہ فاطمۃ الزہراء کی وصیت کے مطابق تدفین رات ہی کو جنت البقیع میں ہوئی قبر مبارک میں اتارنے کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضرت عباسؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ نیچے اترے۔

اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری صاحبزادی جنتی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو قبلہ رخ لٹایا۔ اس طرح تدفین عمل میں آئی۔

**صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا**

www.ahnafmedia.com

# کتابیات


| نمبر | کتاب | مصنف | مقام |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱ | البدایہ والنھایہ | اسماعیل بن کثیر الدمشقی | مصر |
| ۲ | اخلاق رسول | مولانا اخلاق حسین قاسمی | کراچی |
| ۳ | انساب الاشراف | بلاذری | مصر |
| ۴ | انقلابی شخصیات | صلاح الدین ثانی | کراچی |
| ۵ | اہل بیت | فائد العمروسی مترجم محمد سعید الرحمٰن علوی | لاہور |
| ۶ | بنات اربعہ | مولانا محمد نافع | لاہور |
| ۷ | تاریخ اسلام | اکبر شاہ خاں نجیب آبادی | دہلی |
| ۸ | حادثہ کربلا کا پس منظر | مولانا عبد الرشید نعمانی | لاہور |
| ۹ | حلیتہ الاولیاء | ابو نعیم الاصفہانی | مصر |
| ۱۰ | خلفاء راشدین (حسن عمل و کردار) | شیخ خالد الیبطار مترجم محمد سعید الرحمٰن علوی | لاہور |
| ۱۱ | دختران اسلام | چوہدری اے غنی | دہلی |
| ۱۲ | داعی اعظم | محمد یوسف اصلاحی | رام پور |
| ۱۳ | رحماء بینھم | مولانا محمد نافع | لاہور |
| ۱۴ | رحمت للعالمین | قاضی سلیمان منصور پوری | دہلی |
| ۱۵ | صحیح بخاری | محمد بن اسماعیل بخاری | مصر |
| ۱۶ | عظمت صحابہ | محمد ادریس بھوجیانی | ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| ۱۷ | فتاویٰ ابن تیمیہ | ابن تیمیہ | ریاض |
| ۱۸ | کتاب المعارف | ابن قتیبہ مترجم سلام اللہ صدیقی | کراچی |
| ۱۹ | مختصر سیرۃ الرسول | محمد بن عبد الوہاب | مصر |
| ۲۰ | اسلام میں عورت کا مقام اور اس کی حیثیت (مضمون) | حافظ محمد ثانی | کراچی |


www.ahnafmedia.com

# کتب قصص و اسلامی حکایات وغیرہ

| کتاب | تفصیل | مصنف | |
| --- | --- | --- | --- |
| قصص القرآن | انبیاء قصص انبیاء علیہم السلام کی سوانح حیات اور ان کی دعوت حق کی مستند تاریخ و تفسیر پر محققانہ کتاب چار حصے مجلد اعلیٰ | مولانا حفظ الرحمٰن چار جلد کامل | |
| قصص الانبیاءؑ | حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ خلفائے راشدین و اکابرین امت کے حالات | | |
| قصص الانبیاءؑ | (انگریزی) مندرجہ بالا کتاب کا انگریزی ترجمہ | | |
| حیاۃ الصحابہؓ | صحابہؓ کے حالات میں تبلیغی جماعت کی مشہور کتاب | | |
| حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات | حضرت تھانویؒ کے مواعظ و ملفوظات سے جمع کردہ واقعات، مرتبہ مولانا محمد اقبال قریشی | | |
| لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا | ذہانت و عقل مندی اور حاضر جوابی وغیرہ کی دلچسپ کتاب از امام ابن جوزیؒ | | |
| ارواح ثلاثہ جدید | شاہ ولی اللہ کے خاندان اور علمائے دیوبند کی دلچسپ حکایات۔ | مولانا اشرف علیؒ | |
| حکایات صحابہؓ | صحابہؓ کی زندگی کی مستند و دلچسپ حکایات۔ | مولانا محمد زکریاؒ | |
| علمی کشکول | علمی، اصلاحی، تاریخی، دلچسپ مضامین۔ مجلد | مفتی محمد شفیعؒ | |
| فسانۂ آدمؑ | حضرت آدم و حوا علیہ السلام کا سچا دلچسپ قرآنی قصہ | حافظ محمد اسحاق دہلوی | |
| جلوہ طور | حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سچا قرآنی دلچسپ قصہ | " " " | |
| داستان یوسفؑ | حضرت یوسفؑ اور زلیخا کا سچا قرآنی دلچسپ قصہ | " " " | |
| تاج سلیمانیؑ | مشہور پیغمبر حضرت سلیمانؑ و ملکہ بلقیس کا سچا قصہ | " " " | |
| ملت ابراہیمؑ | مشہور پیغمبر حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کا سچا قصہ | " " " | |
| معجزات مسیحؑ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا قصہ اور معجزات | " " " | |
| معراج رسولؐ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا قصہ | " " " | |
| صبر ایوبؑ | حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا دلچسپ سچا قصہ | " " " | |
| طوفان نوحؑ | مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ | " " " | |
| قصہ یونسؑ | مشہور پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ | " " " | |
| قصہ جرجیسؑ | حضرت جرجیس پیغمبر کا دلچسپ سچا قصہ | " " " | |
| قصہ اصحاب کہف | ان نوجوانوں کا قصہ جو تین سو سال تک غار میں سوتے رہے | " " " | |
| موت کا منظر | مزار اور اس کی حقیقت اور جنت اور جہنم کا انجام | " " " | |
| بستان اولیاءؒ | اولیاء اللہ اور مقبول بندوں کے دلچسپ حالات | " " " | |
| روز محشر | میدان حشر، جنت و دوزخ، حساب کتاب کا قصہ | " " " | |
| شہادت حسنینؓ | حضرت حسین و حسن رضی اللہ عنہما کے حالات | " " " | |
| عشق الٰہی | اللہ تعالیٰ سے عشق کے اولیاء اللہ کے حالات | " " " | |
| نیکی بدی | نیکی و بدی کے متعلق دلچسپ کتاب | " " " | |
| آنحضرتؐ کے تین سو معجزات | آنحضرتؐ کے تین سو معجزات قرآن و حدیث سے۔ | مولانا احمد سعید | |
| مسلمان فاتحین | تاریخ اسلام کے مشہور واقعات | احمد خلیل صدیقی راہی | |

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں
دار الاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۱۳۷۶۸

www.ahnafmedia.com